﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 08/جولائی 2005ء | 01/جمادی الثانی 1426 ہجری قمری — 8/وفا 1384 ہجری شمسی | شمارہ 27

ریاکاری شرک ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ“۔

ریاء شرک ہے۔

(جامع ترمذی کتاب النذر باب فی کراھیۃ الحلف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت پانے کے لئے خود بھی اپنے اندر ایک پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہئے۔

خدا تعالیٰ ہرگز ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتا جو اس کی جستجو میں قدم رکھتا ہے۔

”یاد رکھو کہ ایک فعل انسان کی طرف سے اوّلاً سرزد ہوتا ہے پھر اس میں جو اثر یا خاصیت مخفی ہو خدا تعالیٰ کا ایک فعل اس پر مترتّب ہو کر اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ مثلاً جب ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکی کو بند کر لیتے ہیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کا فعل یہ سرزد ہوتا ہے کہ اس کوٹھڑی میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت بند ہو کر تاریکی ہو جائے گی۔ پس یہ ایک عادت اللہ اور قدیم سے اسی طرح پر چلی آتی ہے۔ اور اس میں کوئی تغیر تبدّل نہیں ہو سکتا ہے کہ انسانی فعل پر خدا کی طرف سے ایک فعل سرزد ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے یہ نظام ظاہری ہے اندرونی انتظام میں بھی یہی قانون ہے۔ جو شخص صاف دل ہو کر تلاش حق کرتا ہے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم سلب عقائد ہی کی حالت میں آتا ہے تو وہ سچائی کو ضرور پا لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے دل میں پہلے سے ایک بات کا فیصلہ کر لیتا ہے اور ضدّ اور تعصّب کے حلقوں میں گرفتار دل لے کر آتا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا معاندانہ جوش بڑھ کر فطرت کے انوار کو دبا لیتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق نہیں پاتا۔ پس خدا تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت پانے کے لئے خود بھی اپنے اندر ایک پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ انسان بُخل اور تعصّب کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو ہرگز دھوکا نہ دے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص تلاش حق کا دعویٰ کر کے نکلتا ہے اور پھر اپنی جگہ پہلے ہی کسی مذہب کے اصول کو فیصلہ کر کے قطعی بھی قرار دے لیتا ہے، وہ دنیا کا طالب ہوتا ہے جو دنیا کی فتح و شکست پر مرتا ہے مَیں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا کو مانتا ہے۔ نہیں، میرے نزدیک وہ دہریہ ہے۔ پاک دل جو کسی کی زجر و توبیخ کی پروا نہیں کرتا اور جو اقرار کر لینے میں ندامت اور شرمساری نہیں پاتا وہی ہوتا ہے جو حق کو پا لیتا ہے۔ ایسے ہی دل پر خدا کے انوار نازل ہوتے ہیں۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ ہرگز ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتا جو اس کی جستجو میں قدم رکھتا ہے۔ وہ یقیناً ہے اور جیسے ہمیشہ سے اس نے اَنَا الْمَوْجُوْد کہا ہے اب بھی کہتا ہے۔ جس طرح پر حضرت مسیحؑ پر وحی ہوتی تھی اسی طرح اب بھی ہوتی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں یہ نرا دعویٰ نہیں، اس کے ساتھ روشن دلائل ہیں کہ پہلے کیا تھا جو اب نہیں۔ اب بھی وہی خدا ہے جو سدا سے کلام کرتا چلا آیا ہے۔ اس نے اب بھی دنیا کو اپنے کلام سے منور کیا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 77-78 جدید ایڈیشن)

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی“۔

فرمودات خلفاء

مقامِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

”پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا استاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عام اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔ تو خلیفۂ وقت کا انکسار، اس کی عاجزی و فروتنی، اس کا تذلل، یہی اس کا مقام ہے اور وہ اس ایمان اور یقین پر قائم ہوتا ہے کہ میں لاشئی ہوں۔ کچھ بھی نہیں ہوں۔ نہ علم ہے مجھ میں۔ نہ فراست ہے مجھ میں۔ نہ ہی کوئی طاقت ہے مجھ میں۔ اگر کچھ ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ وہ جتنا علم دے، جتنی طاقت دے، جتنی فراست دے اسی کی عطا ہے اور اسی کے جلال اور عظمت کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔ کہیں بھی اس کا اپنا وجود نظر نہیں آتا۔ مٹی کے ذرات ہوا میں بکھر جائیں تب بھی ان کا کچھ وجود ہوتا ہے لیکن ایسے شخص کا وجود اتنا بھی باقی نہیں رہتا۔

تو میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی۔ اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کیلئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے۔ کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے۔ آپ کا نوکر نہیں ہے۔ اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے، کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا۔

لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کمزور نہیں۔ خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں، مَیں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آ جائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں“۔ (الفضل 21/دسمبر 1966ء)

ادار یہ

وقف عارضی ۔ایک بابرکت تحریک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی نے حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور میں سیر وسیاحت کی غرض سے جانے کا پروگرام بنا رہا ہوں مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاحۃ امتی فی الجھاد۔ میری امت کی سیر وسیاحت تو جہاد ہے۔

عام طور پر مذکورہ بالا سوال کے یہ دو جواب ذہن میں آتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی وجہ سے ان کے سیاحت کے لئے سفر پر جانے کو پسند نہ فرماتے تو وہ وجہ بیان کر کے ان کو روک دیتے اور اجازت نہ دیتے اور دوسری صورت میں اگر حضور کو ان کے سفر پر جانے پر کوئی اعتراض نہیں تھا تو ان کو بخوشی اجازت دیتے اور اپنے عام طریق مبارک کے مطابق سفر کے بابرکت ہونے کی کوئی دعا بھی سکھا دیتے۔مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا نہایت پُرحکمت جواب مرحمت فرمایا اور نہایت مختصر تین چار لفظوں میں ایسا جواب دے دیا جس میں عقل و دانش کا ایک جہان پوشیدہ تھا۔

آپ نے جس پرحکمت انداز سے مذکورہ سوال کا جواب دیا اس میں یہ تعلیم اور رہنمائی پائی جاتی ہے کہ جو کام بھی کیا جائے اس میں اعلیٰ مقصد اور اجتماعی مفاد کو ضرور مدّنظر رکھا جائے۔وہ شخص جسے جہاد میں شمولیت کی سعادت حاصل ہو وہ مختلف مقامات کی طرف جانے کی وجہ سے سیر وسیاحت کے فوائد تو حاصل کر ہی لے گا مگر اس سے کہیں بڑا اور زیادہ فائدہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر جہاد میں شمولیت کا حاصل ہوگیا۔سیر وسیاحت بھی اپنی جگہ مفید ہے اور قرآن مجید نے مومنوں کو اس کی رغبت دلائی ہے مگر اس میں بھی یہی چیز مدّنظر ہے کہ انسان کھلی آنکھوں سے سفر کرے اور گزشتہ اقوام کے حالات وواقعات سے نصیحت وعبرت حاصل کرے۔گویا قرآنی حکم اور مذکورہ ارشاد نبوی میں بنیادی ہدایت یہی ہے کہ انسان ذاتی اغراض سے بلند ہوکر اجتماعی اور قومی مفاد کو ذہن میں رکھے اور اپنے ہر کام کو خواہ بظاہر وہ کام ذاتی اور دنیوی ہو روحانی چاشنی سے مزّین کرے۔

جہاد کے صحیح معنوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں رہنمائی فرمائی ہے ورنہ یہ لفظ اور اس کا مفہوم تو اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ایک بہت ہی بدنما دھبہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔’فیج اعوج‘ کے زمانہ میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ہزار سالہ گمراہی وتاریکی کے زمانہ میں جہاد کی بابرکت اصلاح لوٹ مار اور دہشت گردی کے لئے استعمال ہونے لگی۔حالانکہ جہاد تو اسلامی تعلیمات وعقائد میں ایک ایسا خوبصورت نگینہ ہے کہ جو اپنی چکاچوند سے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایسی خوبصورت تعلیم ہے جسے فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔جہاد تو ایک ایسے فرض کا نام ہے جس کی ضرورت واثرات سے انسان کسی وقت بھی غافل نہیں ہوسکتا۔کیونکہ تزکیہ نفس کا کام تو ہمیشہ جاری رہنے والا اور کبھی ختم نہ ہونے والا کام ہے اور حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہی جہاد اکبر ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسی متعدد بابرکت تحریکیں جاری ہیں جن میں شامل ہوکر ہم تبلیغ و اشاعت اسلام کے جہاد۔جہاد کبیر۔میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر کے دونوں جہان کی برکات سے مالا مال ہوسکتے ہیں۔مثلاً وقف عارضی کی تحریک ہے۔اس تحریک میں شامل ہونے والے دو سے چھ ہفتے تک وقف کر کے منتظمین کی ہدایت کے مطابق کسی جماعت میں یہ وقت گزارتے اور وہاں بچوں اور بڑوں کو قرآن مجید پڑھانے، درس دینے اور ذکر الٰہی وعبادات کی طرف خاص توجہ دینے سے بہت سی برکات حاصل کرتے ہیں۔اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے والا ہر خوش قسمت ایسے فوائد حاصل کرتا اور ایسے تجربات میں سے گزرتا ہے کہ وہ بار بار وقف عارضی کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

حضور ﷺ کی سنّت طیّبہ اور آپ کے منشاء مبارک کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ ہماری جماعت کی سیر و سیاحت تو وقف عارضی میں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام وقف زندگی کو حیاتِ طیّبہ اور ابدی زندگی کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا اور اس لذّت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذّت اور سرور سے اُن کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذّت سے حظّ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا تب بھی مَیں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے !اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اُس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اُس کی روح بول اٹھے۔﴿اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (البقرۃ: 132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہوکر نہیں مَرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 378 جدید ایڈیشن)

(عبدالباسط شاہد)

خلافت سرّ وحدت و وجہ تنظیم جماعت ہے

خلافت ارتقاءِ نسل انسانی کی صورت ہے
یہ مومن صالح الاعمال کی جاوید دولت ہے
خلافت میں خداوندِ دو عالم کی نیابت ہے
خلافت میں تمام اقوامِ عالم کی امامت ہے
خلافت لازم و ملزومِ شانِ ہر نبوت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے
خلافت ہی سے استحکامِ احکام شریعت ہے
خلافت ہی سے قطع و قمع کفر و شرک و بدعت ہے
خلافت سرّ وحدت و وجہ تنظیم جماعت ہے
یہی روح و روانِ صدق و اخلاص و محبت ہے
خلافت سے جو پھرتے ہیں ضلالت میں وہ گرتے ہیں
خلافت کی اطاعت ربِّ اکبر کی اطاعت ہے
خلافت سے بدل جاتی ہے تقدیرِ امم جلدی
یہ حسبِ وحیِ ربّانی وہی موعود ساعت ہے
خلافت میں بڑے چھوٹے ہوئے ، چھوٹے بڑے ہوں گے
اسی دنیا میں قائم ہونے والی اک قیامت ہے
خلافت ہی نے کچلیں ،کچلیاں اس اژدھے کی ہیں
بنی آدم کو ڈس لینا پرانی جس کی عادت ہے
خلافت پر تصدق مال و جان مومناں ہوگا
کہ دینی دنیوی آثار کی اس سے حفاظت ہے
اسی سے روز افزوں ہے ترقی اس جماعت کی
اسی سے ہو رہی ہے تنظیم ملک و قوم و ملّت کی

(قاضی ظہورالدین اکمل)

وہ جو سالارئ دیں پہ مامور ہے
ساتھ اس کے خدا ہے وہ مسرور ہے
نورؓ ، محمودؓ ، ناصرؒ و طاہرؒ کے بعد
جانشینِ مسیحؑ ابن منصورؒ ہے
جو بھی طاعت کریں گے فلاح پائیں گے
یہ الٰہی نوشتوں میں مذکور ہے
اب اسی سے ہے وابستہ فتح و ظفر
ساتھ تائید حق اس کے بھرپور ہے
اس سے پرخاش رکھتا ہے جو بھی عدُو
وہ ہدایت کے رستے سے ہی دور ہے
اس حقیقت میں ذرہ بھی شک ہو جسے
وہ تو شیطاں کے چُنگل میں محصور ہے
اس سے عشق و وفا جو کرے گا ظفرؔ
بارگاہ الٰہی میں منظور ہے

(مبارک احمد ظفرؔ)

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی

مختلف ہدایات

(ملک منصور احمد عمرؔ ۔ استاد جامعہ احمدیہ ۔ ربوہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی، غمخواری اور خدمت کا جذبہ ایسے کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا جیسے ماں کے دل میں اپنے بچوں کا پیار موجزن ہوتا ہے۔ غرباء، مساکین، بیوگان اور یتامیٰ کی خدمت اور ہمدردی میں آپ ہر وقت مشغول رہتے تھے۔ اسی مصروفیت میں شامل آپ کی خدمت کی ایک شاخ رشتہ ناطہ کا کام بھی تھا۔ یہ خدمت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن یہ کام بہت نازک ہونے کی وجہ سے خصوصی حکمت اور غیر معمولی فراست چاہتا ہے۔ حضور مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی یہ فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ حضور رشتہ ناطہ کے کام میں بعض معاونین سے کام لیتے تھے۔ اس وقت اس عاجز کو بھی کچھ عرصہ حضور کی خدمت میں حاضر رہ کر یہ خدمت بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور کی ہدایت کے مطابق دو علیحدہ علیحدہ رجسٹر بنائے گئے تھے۔ ایک رجسٹر میں بچیوں کے کوائف اور دوسرے میں بچوں کے کوائف درج کئے جاتے ۔ والدین کو بھیجنے کے لئے چٹھیاں فوٹوسٹیٹ کروائی گئی تھیں ان پر کوائف رشتہ لکھ کر بھجوائے جاتے تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رشتہ ناطہ کا ڈیسک قائم فرمایا۔ حضور نے یہ خدمت خاکسار کے سپرد فرمائی۔ چنانچہ نومبر 1982ء سے اکتوبر 1983ء تک خاکسار کو رشتہ ناطہ کے ڈیسک پر خدمت بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ان دنوں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے انٹرنیشنل رشتہ ناطہ کمیٹی بھی قائم فرمائی جس کے صدر محترم مرزا عبدالحق صاحب کو مقرر فرمایا۔ بعد میں اس کمیٹی کے صدر محترم چوہدری حمیداللہ صاحب مقرر ہوئے ۔ خاکسار بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا۔

اکتوبر 1983ء میں حضور نے خاکسار کو جرمنی بھجوایا۔ اکتوبر 1986ء میں جرمنی سے واپسی پر حضور نے اس عاجز کو انچارج شعبہ رشتہ ناطہ صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا جہاں قریباً ساڑھے پانچ سال تک خدمت کی توفیق ملی۔

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں حضور مسلسل ہماری رہنمائی فرماتے رہتے تھے۔ اور حضور کی طرف سے ہدایات ملتی رہتی تھیں۔ ان ہدایات سے عیاں ہوتا تھا کہ حضور کے دل میں جماعت کا کس قدر درد ہے۔ ان میں سے بعض اہم ہدایات خلاصۃً پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

❁ ...... حضور فرماتے تھے کہ رشتہ ناطہ کی خدمت بجالانے والے عہدیدار کی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ اس کے دل میں جماعت کے احباب کا حقیقی درد ہو۔ جس خاندان کی بچی یا بچے کے رشتہ کا معاملہ سامنے ہو وہ عہدیدار اس طرح خدمت بجالائے جس طرح وہ اس خاندان کا ایک فرد ہے۔ بلکہ ان کا سرپرست ہے۔ صرف اسی صورت میں وہ عہدیدار اس خاندان کے کام آسکتا ہے۔ وگرنہ صرف دفتری لحاظ سے خط لکھنا اور سطحی طور پر پیغام بھجوانا حقیقی خدمت نہیں ہے۔

❁ ...... حضور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رشتہ ناطہ کا کام بہت نازک ہوتا ہے۔ اس میں غیر معمولی حکمت سے کام لینے والے اور فراست سے فرائض سرانجام دینے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ فریقین کے حالات کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہئے ۔ دعائیں کرتے ہوئے جوڑ کے رشتے تجویز کرنے چاہئیں۔ پھر ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہت حکمت کے ساتھ معاملہ پیش کرنا چاہئے اور بات کو آگے بڑھانا چاہئے۔

❁ ...... حضور تاکید فرماتے تھے کہ رشتہ تجویز کرنے والے کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ فریقین کے حالات کے مطابق مناسبِ حال، ہم کفو اور ہم آہنگی رکھنے والے رشتے تجویز کرے۔ لیکن یہ خیال رکھے کہ ذمہ داری قبول نہ کرے۔ فریقین پر واضح کردے کہ آپ خود اپنی تسلی کرلیں ۔ امیر جماعت، صدر حلقہ یا صدر لجنہ وغیرہ سے رپورٹیں لے لیں۔ حالات کا جائزہ لیں۔ بچی یا بچے کے اخلاق اور دینی حالت کے بارہ میں اطمینان حاصل کریں اور پھر دعا اور استخارہ کے ذریعہ بات آگے بڑھائیں۔

❁ ...... حضور فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ بچیوں کی شکل و شباہت اور بالخصوص ان کے قد کا بہت دھیان رکھتے ہیں۔ حالانکہ بعض بچیاں اتنی نیک اور سگھڑ ہوتی ہیں کہ وہ شادی کے بعد گھروں کو جنت نظیر بنادیتی ہیں۔ اگر وہ زیادہ خوش شکل نہ بھی ہوں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حقیقی حسن تو روحانی ہوتا ہے۔ نیکی اور عمدہ اخلاق کو اہمیت دینی چاہئے۔ قد کے متعلق تو حضور خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بہت کثرت سے ایسی بچیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جن کے قد زیادہ لمبے تو نہیں ہیں لیکن انہوں نے شادی کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے گھروں کو خوشیوں اور برکتوں سے بھر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے کہ رشتہ ناطہ کے معاملہ میں نیکی اور تقویٰ کو بنیادی اہمیت دی جائے۔ اس کو ترجیح دینے سے برکتیں ملتی ہیں۔

❁ ...... حضور انور نے کئی بار فرمایا کہ ہمیں ہر کام کا آغاز دعا سے کرنا چاہئے ۔ اور رشتہ ناطہ کے معاملہ میں تو خاص طور پر دعا اور استخارہ سے کام لینا چاہئے ۔ لیکن بعض افراد استخارہ کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے شکوک اور توہمات میں پڑ جاتے ہیں۔ خوابوں کی تعبیر کا حقیقی علم نہیں رکھتے ۔ لہٰذا اس معاملہ میں تدبّر سے کام لینا چاہئے۔ نیک دلی سے پرسوز دعائیں کریں اور اگر دل کو تسلی اور اطمینان ہو جائے تو رشتہ طے کرلیں اور خدا تعالیٰ پر توکّل کریں۔

❁ ...... حضور انور نے خاکسار کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر کوئی خاندان رشتہ کے لئے آپ کے پاس آتا ہے۔ ان کی بچی یا بچے کے لئے اگر آپ کے پاس مناسب اور ہم کفو ایک سے زائد تجاویز ہیں تو یہ سب تجاویز ان کے سامنے پیش کردیں۔ ایک ایک تجویز پیش کرکے انتظار کرنے میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ مثلاً یہی تجاویز جو ایک خاندان کو دی ہیں اگر کسی اور خاندان کو یہی تجاویز دینی پڑیں تو دے دیں۔ جہاں جہاں خدا تعالیٰ چاہے گا رشتے ہو جائیں گے۔ فرماتے تھے کہ ایک ایک وقت میں دس دس تک یا کم و بیش تجاویز بھی دی جاسکتی ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

❁ ...... حضور فرماتے تھے کہ رشتہ ناطہ کے کوائف کے ساتھ بچوں اور بچیوں کی تصاویر بھی لینی چاہئیں ۔ تصاویر کے بغیر رشتے تجویز کرنا اور فریقین کے لئے رشتوں کا انتخاب کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہاں یہ بھی ہدایت ہوتی تھی کہ خاص طور پر بچیوں کی تصاویر کو امانت سمجھتے ہوئے بہت حفاظت سے رکھنا چاہئے۔ اور رشتہ طے پانے کے بعد خاندان والے یہ امانت واپس وصول کرسکتے ہیں۔

❁ ...... حضور نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ پاکستان کے بعض بچوں اور بچیوں کے رشتے بیرونی ممالک میں کروانے کے لئے بھی کوائف اور اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں۔ جہاں عمر اور تعلیم وغیرہ کے لحاظ سے مناسب ہو وہاں ایسے رشتے نہ صرف متعلقہ خاندانوں کے لئے بلکہ جماعتی لحاظ سے بھی مفید ثابت ہوں گے۔

❁ ...... حضور نے فرمایا تھا کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص اور اچھی بچیاں ہیں۔ ان کے رشتے دنیا کے مختلف ممالک میں کروائے جاسکتے ہیں۔ حالات کا تفصیلی جائزہ لے کر یہ کام سرانجام دیا جائے۔

❁ ...... ایک دفعہ ایک ایسے نوجوان کے رشتے کا معاملہ سامنے آیا جو جماعتی تربیت اور رابطہ و تعاون کے لحاظ سے کمزور تھا۔ پہلے تو حضور نے اس کا خط ایک طرف رکھ دیا۔ اور یہ ظاہر فرمایا کہ ہمیں اس کے لئے رشتہ تجویز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد حضور نے شفقت فرماتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ اس نوجوان کے لئے بھی رشتہ تجویز کیا جائے۔ چنانچہ مَیں نے اس کے لئے ایک مناسب رشتہ تجویز کیا تو حضور نے اس کی منظوری مرحمت فرمائی۔

❁ ...... حضور انور مجھے تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دفتر میں بیٹھ کر رشتہ ناطہ کے خطوط لکھنا ہی کافی نہیں بلکہ مختلف شہروں کے دورے بھی کیا کرو۔ اور رشتہ کے خواہشمند خاندانوں کے گھر میں بھی جایا کرو۔ اس طرح خاندان کا Status معلوم ہو جاتا ہے ۔ اور ہم کفو رشتے تجویز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب حضور آسٹریلیا اور فجی کے دورہ پر تشریف لے گئے تو اس دوران میرا دورۂ رشتہ ناطہ پشاور سے کراچی تک (پاکستان کے مختلف اضلاع کا دورہ) مقرر فرمایا۔ چنانچہ خاکسار نے دورہ کا پروگرام سب اضلاع کو بھجوایا اور تقریباً ڈیڑھ ماہ کا دورہ کیا۔ جن خاندانوں نے حضور کی خدمت میں رشتہ ناطہ کے لئے خطوط لکھے تھے ان کے گھروں میں گیا اور ضلعی سطح پر اور شہروں کی رشتہ ناطہ کی میٹنگز میں رشتہ ناطہ کے بارہ میں ہدایات دیں۔ اور تقاریر اور خطبات جمعہ میں بھی رشتہ ناطہ کے مسائل کے حل بیان کئے۔

❁ ...... حضور انور رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ رشتہ ناطہ کے بارے میں عہدیداران کو ہدایت دینے کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اس غرض کے لئے میٹنگز رکھی جائیں اور ریفریشر کورسز منعقد کئے جایا کریں۔ چنانچہ بعض اضلاع میں ریفریشر کورسز کروائے گئے اور مرکز میں بھی رشتہ ناطہ کا ایک ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں بعض اضلاع کے سیکرٹریان رشتہ ناطہ بھی مدعو کئے گئے تھے۔

❁ ...... حضور انور کی ہدایت کے تحت ایک رشتہ کے سلسلہ میں خطوط لکھ دئے گئے ۔ یہ بات حضور کے علم میں بعد میں آئی کہ بچی کی عمر تو لڑکے سے زیادہ ہے ۔ حضور نے فرمایا کہ آپ فوراً لڑکے والوں کو خط لکھیں کہ آپ کو غلطی سے یہ تجویز بھجوائی گئی تھی ۔ اس کے بدلہ میں آپ کو ایک اور تجویز بھجوائی جا رہی ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا کہ ابھی خط نہ لکھیں، پہلے خط کے جواب کا انتظار کریں ۔ کچھ دنوں بعد حضور نے فرمایا کہ اس خاندان کی طرف سے جواب شاید اس لئے نہیں آیا کہ انہیں یہ رشتہ پسند نہیں ۔ کیونکہ بچی کی عمر بچے سے زیادہ ہے۔ بہرحال ایک دو دن میں لڑکے والوں کی طرف سے خط کا جواب آ گیا جس میں لکھا تھا کہ اگرچہ بچی کی عمر زیادہ ہے لیکن یہ رشتہ چونکہ حضور نے تجویز فرمایا ہے لہٰذا ہمیں یہ رشتہ منظور ہے۔

❁ ...... لاہور کی ایک احمدی بچی نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ میری اور میری بہن کی عمریں بڑھ رہی ہیں لیکن ہمارے والدین ہمارے رشتوں کے معاملہ میں تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ حضور ہمارے رشتے کروائیں۔ لیکن حضور سے استدعا ہے کہ اس بات کا علم ہمارے والدین کو نہ ہو کہ ہم نے حضور کی خدمت میں یہ لکھا ہے۔ حضور انور نے یہ خط مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ فوری طور پر لاہور جائیں اور ان دونوں بچیوں کے مناسب حال رشتے کروائیں۔ اور مجھے تاکید فرمائی کہ ان بچیوں کے والدین کو بچی کے خط کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ خاکسار اُسی وقت لاہور گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

دونوں بچیوں کے رشتے چندروز میں طے پا گئے۔ جب یہ بات حضور کے علم میں آئی تو حضور بے حد خوش ہوئے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں بچیاں اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں اوران کے کئی کئی بچے ہیں۔ لیکن ان کے والدین کے علم میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ پیارے امام کی بے انتہا شفقت کے نتیجہ میں ان بچیوں کے گھر آباد ہوئے۔

❁ ...... بیرون پاکستان کی ایک بچی کے رشتہ کی بات حضور انور کی ہدایت کے مطابق پاکستان کے ایک لڑکے سے کامیابی سے طے پا رہی تھی۔ اس دوران اس لڑکے سے ایک اخلاقی جُرم سرزد ہوا۔ جب اس کی اطلاع حضورانور کی خدمت میں ہوئی تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ بچی کے والدین کواس واقعہ سے مطلع کیا جائے۔ اس صورت میں اگر وہ رشتہ نہیں کرنا چاہتے تو انہیں کوئی اور تجویز بھجوائی جائے۔ چنانچہ جب بچی کے والد صاحب کواس بارے میں خط لکھا گیا تو ان کا جواب یہ موصول ہوا کہ حضور ہر انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ ہم اس صورت میں بھی یہ رشتہ قائم رکھتے ہیں۔ اس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ندامت کے اظہار پراس لڑکے کو معاف کر دیا گیا اور خدا کے فضل سے یہ شادی بہت کامیاب رہی۔

❁ ...... ایک مرتبہ مَیں نے کسی خاندان کی بچی کے لئے اُسی خاندان کے ایک لڑکے کا رشتہ تجویز کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ہمیں یہ تجویز بھجوانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے خاندان کو وہ خود جانتے ہیں اگر رشتہ کرنا ہوتا تو خود نہ کر لیتے۔

❁ ...... حضورؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی خاندان کو کوئی تجویز بھجوائی جائے اور کافی دیر تک اس کا جواب نہ آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ انہیں یہ تجویز پسند نہیں ہے۔ لہذا خود ہی کوئی دوسری مناسب تجویز بھجوا دینی چاہئے۔ فرماتے تھے کہ بعض احباب حجاب محسوس کرتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کو یہ لکھیں کہ یہ تجویز پسند نہیں آئی۔

❁ ...... اکثر اوقات خطوط کے ذریعہ تجاویز بھجوائی جاتی تھیں لیکن بعض اوقات حضور مجھے ہدایت فرماتے تھے کہ یہ تجویز لے کر خود سفر پر جاؤ اور متعلقہ خاندان کے گھر جا کر بالمشافہ یہ تجویز حکمت کے ساتھ پیش کرو۔ حضور کی طرف سے بھجوائی جانے والی اکثر ایسی تجاویز متعلقہ خاندان پسند کرتے تھے اور رشتے طے پا جاتے تھے۔ جب خاکسار حضور کی خدمت میں مکمل رپورٹ پیش کرتا تو حضور بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔

❁ ...... حضور فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص نے ضرورت کے تحت دوسری شادی کرنی ہو تو اگر وہ اپنے اندر انصاف کا مادہ رکھتا ہے تو دوسری شادی کرے وگرنہ اسے شادی کرنے کی خداتعالیٰ نے اجازت ہی نہیں دی۔ اور اگر دوسری شادی کرنی ہے تو اسے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ صرف خداتعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔ نہ پہلی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت ہے نہ خلیفۂ وقت سے اورنہ نظام جماعت سے۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان انصاف سے کام لے اور سب سے حسن سلوک کرے۔

❁ ...... بعض مشکل رشتوں کے سلسلہ میں حضور مجھ سے ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ رشتہ آپ کے لئے ایک چیلنج ہے۔ اگر آپ یہ رشتہ کروا دیں تو آپ کی مہارت مانی جائے گی۔ (رشتہ ناطہ کے کام کی اہمیت اور نزاکت کا احساس دلانے اور اس کے لئے درکار غیر معمولی محنت اور کوشش کے لئے مستعد کرنے کا حضورؒ کا یہ ایک حسین انداز تھا)

❁ ...... ایک رشتہ کے سلسلہ میں حضورؒ نے ہدایت فرمائی کہ ڈاک کے ذریعہ یہ تجویز متعلقہ دوست کو بھجوا دی جائے۔ خاکسار نے فوراً خط لکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رشتہ ناطہ کی ڈاک پیش کرنے کے لئے جب مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور کے استفسار پر مَیں نے عرض کیا کہ فلاں دوست کو مَیں نے حضور کی ہدایت کے مطابق رشتہ کی تجویز بھجوا دی ہے۔ اس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ یہ امر کئی دفعہ نوٹ کیا کہ رشتہ ناطہ کے معاملہ میں رابطے اور خط وکتابت میں تاخیر کو حضور پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ حضور کو بچیوں اور بچوں کے رشتوں کی بے حد فکر رہتی تھی اور حضور کے دل میں اس کا بہت درد تھا۔

❁ ...... ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ فلاں مخلص دوست کی بچی میں جسمانی لحاظ سے کوئی نقص ہے۔ اس کے مناسب رشتہ کے لئے کوشش کریں۔ نیز فرمایا کہ بچی کا باپ چونکہ خوشحال ہے اور یہ مخلص گھرانہ ہے لہذا کوئی اچھا لڑکا مل جائے گا جو اس بچی سے رشتہ کے لئے تیار ہو جائے۔

❁ ...... ابتدا میں رشتہ ناطہ کے کوائف رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ بعد میں حضور نے دفتر میں کارڈ سسٹم کو پسند فرمایا۔ چنانچہ حضور کی ہدایت کے مطابق دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رشتہ ناطہ کے ڈیسک پر اور صدر انجمن احمدیہ کے شعبہ رشتہ ناطہ میں یہ سسٹم جاری کیا گیا۔ جس کی وجہ سے رشتے تجویز کرنے اور ریکارڈ رکھنے میں بہت سہولت ہوگئی۔

❁ ...... حضور فرماتے تھے کہ جو شخص رشتہ ناطہ کے کام میں اخلاص کے ساتھ خاندانوں سے ہمدردی کرتے ہوئے نیز محنت کے ساتھ خدمت بجا لاتا ہے وہ بچیوں اور بچوں کے والدین کی بہت دعائیں لیتا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈیلوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازعشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ﴾ (سورۃ الفاتحہ:1-7)۔

(روزانہ کم ازکم سات مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ): اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ﴾ (البقرۃ251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ (روزانہ کم ازکم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔﴾ (آل عمران:9)

(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

(روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم ازکم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔ (روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍکَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ۔اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

(ترجمہ): اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

(روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

خطبہ جمعہ

اگر اپنے بچوں کو معاشرہ کی گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑ ی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں

جلسے کے ان دنوں میں عبادتوں کے ساتھ ساتھ محبتیں بانٹنے کی بھی ٹریننگ حاصل کریں

(کینیڈا اور دوسرے مغربی ملکوں میں شادیوں کے بعد میاں بیوی کے درمیان تلخیاں پیدا ہونے اور عائلی جھگڑوں کے افسوسناک واقعات میں اضافہ پر تشویش کا اظہار اور ان تلخیوں کومٹانے اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کے لئے نہایت اہم تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 24/جون2005ء بمطابق24/احسان1384ہجری شمسی بمقام انٹرنیشنل سینٹر۔ٹورانٹو (کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور اس خطبہ کے ساتھ ہی آغاز ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ یہ جلسہ آپ کے لئے،تمام شامل ہونے والوں کے لئے اور کسی مجبوری کی وجہ سے نہ شامل ہونے والوں کے لئے بھی بے شمار برکات کا حامل بنائے، بے شمار برکات لانے والا ہو، پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو۔سب کو تقویٰ میں بڑھانے والا ہو اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا اس کو پورا کرنے والا ہو۔ہمیشہ ہمارے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام اور اس کے حکموں پر عمل کرنا ہو۔اور اس کے لئے ہم اپنے آپ میں بھی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ تعلیم جاری رکھنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان جلسوں کا مدعا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ.................ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں‘‘۔(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6صفحہ394-395)

تو یہ ہیں وہ مقاصد جن کے حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں آواز دی ہے۔آخرت کی طرف انسان تبھی جھک سکتا ہے جب دل میں خدا کا خوف اس طرح ہو کہ اس کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور جب یہ خیال یقین میں بدل جائے گا کہ وہ خدا ایک ہے، مجھے پیدا کرنے والا بھی ہے، مجھے پالنے والا بھی ہے، مجھے دینے والا بھی ہے، میرے کام میں یا میرے کاروبار میں برکت بھی اسی کے فضل سے پڑنی ہے۔اگر اس کی عبادت کرنے والا رہا، اگر اس کے آگے جھکنے والا رہا، تو اس کی نعمتوں سے حصہ پاتا رہوں گا۔اگر میرے اندر نیکیوں پر قائم رہنے کی رُوح رہی تو مَیں اس کے فضلوں کا وارث بنتا رہوں گا۔اگر اس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے،تقویٰ پر چلتے ہوئے، اس کے حقوق بھی ادا کرتا رہا اور اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا رہا تو اس کے انعاموں سے حصہ پانے والا ہوں گا۔اگر یہ سوچ رہی تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ضرور اپنے انعاموں سے نوازتا رہے گا۔لیکن یہ تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے معیار اُس وقت قائم ہوتے ہیں جب اُس کے تمام حکموں پر عمل ہو رہا ہو۔اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہوسکتا ہے۔اور پھر وہی بات کہ اُس وقت ہوتا ہے جب ذہن میں ہر وقت، ہر لمحہ، خدا، خدا اور خدا رہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا ترسی بھی رہے گی، پرہیزگاری بھی رہے گی، اللہ کی مخلوق کے لئے نرم جذبات بھی رہیں گے، آپس میں محبت بھی رہے گی۔اور جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ایک نمونہ بن سکیں گے۔ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا یہ نمونے ہم اپنے اندر قائم کر رہے ہیں یا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے آپس میں محبت اور بھائی چارے کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں جن کی توقع ہم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ولسلام نے کی ہے؟ کیا ہم نے اپنے اندر عاجزی کے اعلیٰ معیار قائم کر لئے ہیں؟ کیا ہمارے اندر وہ روح پیدا ہو چکی ہے جب ہم کہہ سکیں کہ ہم اپنی ضرورتوں کو اپنے بھائی کی ضرورتوں پر قربان کر سکتے ہیں؟ کیا ہمارے اندر اتنی عاجزی اور انکساری پیدا ہوگئی ہے کہ ہم اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھیں اور جہاں خدمت کا موقع ملے اس سے کبھی گریز نہ کریں؟ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جب ہم کہہ سکیں کہ اگر ہمیں اپنے عزیزوں کے خلاف یا اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑی تو دیں گے اور سچ کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے؟ کیا ہم دینی ضروریات کے لئے ہر وقت تیار ہیں؟ یا صرف دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ ہی ہے جو ہم لگا رہے ہیں۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا کہیں یہ تو نہیں کہ دعویٰ تو ہم یہ کر رہے ہوں کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مَیں کسی کو دوست بناؤں اور چھوٹے چھوٹے بت مَیں نے اپنے دل میں بسائے ہوں، پانچ وقت نمازوں میں سستی دکھائی جا رہی ہو۔اور یہ سستی اکثر مَیں نے دیکھا ہے، دکھائی جاتی ہے۔

مَیں نے بعض دفعہ ملاقاتوں میں جائزہ لیا ہے کہ نمازوں کی طرف باقاعدگی سے متعلق اگر پوچھو کہ توجہ ہے کہ نہیں تو اکثر یہ جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں یا پھر کوئی گول مول سا جواب دے دیتے ہیں۔حالانکہ نمازوں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔باجماعت ادا کرو۔اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء:104)۔یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں طبعًا اور فطرتًا اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اور نماز مَوْقُوتَہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں‘‘۔(الحکم جلد نمبر6نمبر35مورخہ یکم اکتوبر1902ء صفحہ14۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 2صفحہ264)۔ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو وقت مقررہ تو علیحدہ رہا، نمازوں میں اکثر سستی کر جاتے ہیں۔کیا ایسا کر کے ہم اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرة: 239) تو نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔اور اللہ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے اور انہیں وقت مقررہ پر ادا کرنا چاہئے۔اگر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔کاموں کے عذر کی وجہ سے دوپہر کی یا ظہر کی نماز اگر آپ چھوڑتے ہیں تو نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ خدا کے مقابلے میں اپنے کاموں کو، اپنے کاروباروں کو اپنی حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں۔اور اگر فجر کی نماز تم نیند کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں کر رہے ہو تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور ہم اس کے آگے جھکنے والے ہیں۔اسی طرح کوئی بھی دوسری نماز اگر عادتاً یا کسی جائز عذر کے بغیر وقت پر ادا

نہیں ہو رہی تو وہی تمہارے خلاف گواہی دینے والی ہے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم خدا کا خوف رکھنے والے ہیں لیکن عمل اس کے برعکس ہے۔ اور جب یہ نمازوں میں بے توجہگی اسی طرح قائم رہے گی اور نمازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو پھر یہ رونا بھی نہیں رونا چاہئے کہ خدا ہماری دعائیں نہیں سنتا۔

نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔ ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اس کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں۔ اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں اور خود کوشش بھی کرتے ہوں گے، دعا بھی کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں۔ کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ﴾ (العنکبوت:46)۔ یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ گویا ان نمازوں کی حفاظت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان نمازوں کے ذریعہ سے ضمانت دے دی ہے کہ خالص ہو کر میرے حضور آنے والے اب میری ذمہ داری بن گئے ہیں کہ مَیں بھی اس دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں سے ان کی حفاظت کروں اور ان کو نیکیوں پر قائم رکھوں، تقویٰ پر قائم رکھوں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو تقویٰ پر قائم ہوں، جو میرے پاکباز لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو میرا انعام پانے والے لوگ ہیں۔ پس یہ سب سے بنیادی چیز ہے جس کی ٹریننگ اور جس کے کرنے کا عزم آپ نے ان جلسے کے دنوں میں کرنا ہے۔ جو نمازوں میں کمزور ہیں انہوں نے ان دنوں میں اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس میں باقاعدگی اور پابندی اختیار کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہو کہ ان دنوں میں جلسے کی وجہ سے یا میرے دورہ کی وجہ سے، دوسری مصروفیات کی وجہ سے چند دنوں کے لئے نمازیں جمع کر کے پڑھائی جاتی ہیں۔ تو بچوں کے ذہنوں میں یا نوجوانوں کے ذہنوں میں یا بعض سست لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات نہ رہ جائے کہ یہ نمازیں جمع کر کے پڑھنا ہی ہماری زندگی کا مستقل حصہ ہے بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نمازیں وقت مقررہ پر ادا کرو تو اس کے مطابق ادا ہونی چاہئیں۔ سوائے اس کے کہ مسافر ہوں یا دوسری جائز ضرورت ہو، جس طرح مثلاً آج کل یہاں بعض شہروں میں سورج سوا نو بجے یا ساڑھے نو بجے یا بعض جگہ پونے دس بجے غروب ہوتا ہے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھا لی جاتی ہیں۔ لیکن جب وقت بدل جائیں گے تو پھر وقت پہ ادا ہونی چاہئیں۔ تو بہرحال دین میں آسانی ہے اس لئے سہولت میسر ہے لیکن فکر کے ساتھ نمازیں ادا کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اور یہ ہمیشہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ یہ آسانی دنیاداری یا سستی کی وجہ سے نہ ہو۔

یہ جو مَیں نے کہا تھا کہ نمازوں میں 'کمزور لوگ'۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بے وقت اور جمع کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو پوری پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھتے۔ انہیں بھی ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جبکہ دعاؤں کا ماحول ہے، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہوئے یا تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ہر قدم پر یہاں شیطان کھڑا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بندے کو دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف جہاد کریں۔ اللہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔

3 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا اوڑھنا بچھونا عبادت تھی آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ اس کا ایک روایت میں یوں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری عزت کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو وہ ذات ہے جو مرنے والی نہیں جبکہ جن و انس مر جائیں گے۔ (مسلم کتاب الذکر)

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کے لئے اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے، اس کی پناہ میں آنے کے لئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنے کے لئے کہ وہ قائم رہنے والی، قائم رکھنے والی ذات ہے، باقی سب کچھ فنا ہونے والی چیزیں ہیں استغفار کرتے ہوئے اس کی پناہ میں آئیں۔ اس کا عبادت گزار بندہ بننے کے لئے اس کا فضل مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے اور ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ جب عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے یا یہ معیار حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کوشش شروع ہو جائے گی تو باقی نیکیاں بھی جو انسان کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں ان کی طرف بھی توجہ پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور وہ، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا ہو، نمازوں کی ادائیگی کرنے والا ہو اور پھر یہ بھی ہو ساتھ کہ بندوں کے حقوق مارنے والا بھی ہو۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے اس دعویٰ کے خلاف ہے۔ اگر بظاہر بعض نمازی ایسے نظر آتے ہیں جو نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن لوگوں کے حقوق بھی غصب کرنے والے ہوتے ہیں، حقوق مارنے والے ہوتے ہیں تو وہ ان نمازیوں میں شامل نہیں ہیں جو خالص ہو کر اللہ کو پکارتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اس زمرے میں شامل ہو جائیں گے جن کے بارے میں فرمایا کہ ﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ﴾ (الماعون:5) ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تو نمازیوں کو، جو نماز کا حق ادا کرنے والے ہیں، نیکیوں پر چلاتا ہوں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس فکر کے ساتھ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور ہمیشہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ آپس میں محبت اور اخوت کی فضا پیدا ہو، بھائی چارے کی فضا پیدا ہو۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں ایک دوسرے کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ تو تقویٰ کا اعلیٰ معیار تبھی قائم ہو سکتا ہے جب پیار، محبت اور عاجزی اور ایک دوسرے کی خاطر قربانی کی روح پیدا ہو۔ کیونکہ جس میں اپنے بھائی کے لئے محبت نہیں اس میں تقویٰ بھی نہیں۔ جس میں انکسار نہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہے۔ جس دل میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نرمی نہیں وہ بھی تقویٰ سے عاری ہے۔ جو بیوی یا خاوند ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔ جو عہدیدار اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔ غرض کہ جو دل بھی اپنی اَنا اور تکبر یا کسی بھی قسم کی بڑائی دل میں لئے ہوئے ہے وہ تقویٰ سے عاری ہے۔ جو بھی اپنے علم کے زعم میں دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے وہ تقویٰ سے خالی ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی عبادتوں کے ساتھ ساتھ عاجزی اور انکساری دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی عزت کرتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے حقوق ادا کرتے ہیں، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے، صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کی مخلوق سے محبت پر بھی ان کو مجبور کیا ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا انعام پانے والے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں اس بارے میں ذکر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ اور آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے مَیں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب۔ باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ)

تو دیکھیں جو لوگ خدا تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے، اس کے رعب اور اس کی عظمت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کے دل اس خوف سے کانپتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کے حقوق ادا نہ کر کے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بن جائیں۔ ایسے بندے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہیں۔

پس یہ وہ روح ہے جو ہر احمدی کے دل میں پیدا ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد آپ ہی وہ قوم ہیں جن پر دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی خواہش ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی چاہتے ہیں تو پھر اللہ کی مخلوق سے محبت بھی اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے اور اپنے انجام بخیر کے لئے اور اس کے سایہ رحمت میں جگہ پانے کے لئے کرنی ہوگی۔ اور جلسے کے یہ دن اس بات کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے ٹریننگ کے طور پر ہیں۔ اس کی ابتدا آج سے ہی ہو جانی چاہئے۔ آج سے ہی ہر دل میں یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں، اپنے معیار اونچے کرنے ہیں۔ جو ناراض ہیں وہ ایک دوسرے کو گلے لگائیں، جو روٹھے ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے کو منائیں۔ جنہوں نے گلے شکوے دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں وہ ان گلوں شکووں کو اپنے دلوں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ اور ان دنوں میں عبادتوں کے ساتھ ساتھ محبتیں بانٹنے کی بھی ٹریننگ حاصل کریں۔ یہ عہد کریں کہ پرانی رنجشوں کو مٹا دیں گے۔ ایک دوسرے کے گلے اس نیت سے لگیں کہ پرانی رنجشوں کا ذکر نہیں کرنا۔ ایک دوسرے سے کی گئی زیادتیوں کو بھول جانا ہے۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی بلکہ حقیقی مومن بن کر رہنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئی عبادتیں بھی قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کی گئی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگیاں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور یہ سب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق مومن بن جائیں۔ تبھی ہم مومن بن سکتے ہیں جب یہ باتیں اپنے اندر پیدا کریں گے جن کے بارے میں ایک روایت میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والأدب .باب تراحم المومنین وتعاطفهم وتعاهدهم)

خدا کرے آپ لوگ اپنے ماحول میں پیدا ہوتی ہوئی برائیوں کو ایک جسم کی طرح دیکھنے اور محسوس کرنے کے قابل ہو جائیں۔

مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کینیڈا میں بڑی تیزی کے ساتھ شادیوں کے بعد میاں بیوی کے معاملات میں تلخیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور میرے خیال میں اس میں زیادہ قصور لڑکے، لڑکی کے ماں باپ کا ہوتا ہے۔ ذرا بھی ان میں برداشت کا مادہ نہیں ہوتا۔ یا کوشش یہ ہوتی ہے کہ لڑکے کے والدین بعض اوقات یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ بیوی کے ساتھ انڈرسٹینڈنگ (Understanding) نہ ہو۔ اور ان کا آپس میں اعتماد پیدا نہ ہونے دیا جائے کہ کہیں لڑکا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ یا پھر اس لئے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں کہ بعض پاکستان سے آنے والے لڑکے، باہر آنے کے لئے رشتے طے کر لیتے ہیں اور یہاں پہنچ کر پھر رشتے توڑ دیتے ہیں۔ کچھ بھی ایسے لوگوں کو خوف نہیں ہے۔ ان لڑکوں کو کچھ تو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے، جن کے ساتھ آپ کے رشتے طے ہوئے، آپ پر احسان کیا ہے کہ باہر آنے کا موقع دیا۔ تعلیمی قابلیت تمہاری کچھ نہیں تھی۔ ایجنٹ کے ذریعے سے آتے تو 15-20 لاکھ روپیہ خرچ ہوتا۔ مفت میں یہاں آ گئے۔ کیونکہ اکثر یہاں آنے والے لڑکے ٹکٹ کا خرچہ بھی لڑکی والوں سے لے لیتے ہیں۔ تو یہاں آ کر پھر یہ چالاکیاں دکھاتے ہیں۔ یہاں آ کر رشتے توڑ کر کوئی اپنی مرضی کا رشتہ تلاش کر لیتا ہے یا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق بعض رشتے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دوسری بیہودگی میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں، چاہے وہ یہاں رہنے والے ہیں یا پاکستان میں رہنے والے ماں باپ ہیں۔

پھر بعض مائیں ہیں جو لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں اور لڑکے سے مختلف مطالبے لڑکی کے ذریعے کرواتی ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرنا چاہئے ایسے لوگوں کو۔ پھر بعض لڑکے، لڑکیوں کی جائیدادوں کے چکر میں ہوتے ہیں۔ بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی بجائے اس کے کہ بچوں کی خاطر قربانی دیں قانون سے فائدہ اٹھا کر علیحدگی لے کر جائیداد ہڑپ کرتے ہیں۔ اور اگر بیوی نے بیوقوفی میں مشترکہ جائیداد کر دی تو جائیداد سے فائدہ اٹھایا اور پھر بچوں اور بیوی کو چھوڑ کر چلے گئے۔

کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ایسے لوگوں کا تو قضا کو کیس سننا ہی نہیں چاہئے جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کو سیدھا انتظامی ایکشن لے کر امیر صاحب کو اخراج کی سفارش کرنی چاہئے۔ غرض کہ ایک گند ہے جو کینیڈا سمیت مغربی ملکوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اور پھر اس طبقے کے لوگ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں تو ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی خوف نہیں ایسے لوگوں کو۔ اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کی ان کو کوئی بھی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت سے دور رہنے کی ان کو کوئی بھی پروا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اور اس تکلیف پر ایک جسم کی طرح، جس طرح جسم کا کوئی عضو بیمار ہونے سے تکلیف ہوتی ہے اُسے محسوس کریں، بے چینی کا اظہار کریں وہ بے حسی میں بڑھ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مومنوں کو یہ فرما رہے ہیں کہ ایک لڑی میں پروئے جانے کے بعد تم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرو۔ میاں بیوی کا بندھن تو اس سے بھی آگے قدم ہے۔ اس سے بھی زیادہ مضبوط بندھن ہے۔ یہ تو ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم اس اقرار کے ساتھ ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم ہر وقت اس فکر میں رہیں گے کہ ہم کن کن نیکیوں کو آگے بھیجنے والے ہیں۔ وہ کون سی نیکیاں ہیں جو ہماری آئندہ زندگی میں کام آئیں گی۔ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے درجات کی بلندی کے کام بھی آئیں۔ ہماری نسلوں کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے کام بھی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے یہ عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ جو کچھ تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرو گے یا کر رہے ہو گے دنیا سے تو چھپا سکتے ہو لیکن خدا تعالیٰ کی ذات سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ دلوں کا حال بھی جاننے والا ہے۔ دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو کہ میری بیوی نے یہ کچھ کیا تھا یا بعض اوقات بیویاں خاوند پہ الزام لگا دیتی ہیں لیکن (اکثر صورتوں میں بیویوں پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے) لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مرد، عورت کو دھوکا دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی بعض اس زمرے میں شامل ہیں لیکن ان کی نسبت بہت کم ہے۔ اور پھر عہدیدار بھی غلط طور پر مردوں کی طرفداری کی کوشش کرتے ہیں۔ عہدیداروں کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں کہ اپنے رویّوں کو بدلیں۔ اللہ نے اگر ان کو خدمت کا موقع دیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ نہ ہو کہ ایسے تقویٰ سے عاری عہدیداروں کے خلاف بھی مجھے تعزیری کارروائی کرنی پڑے۔

مرد کو اللہ تعالیٰ نے قَــوّام بنایا ہے، اس میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے اعصاب زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر چھوٹی موٹی غلطیاں، کوتاہیاں ہو بھی جاتی ہیں تو ان کو معاف کرنا چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک صحابی کی اپنی بیوی سے سختی کی باتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ جو صحابہ پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات پر اس قدر رنج اور غصہ تھا کہ ہم نے کبھی ایسی حالت میں آپ کو نہیں دیکھا۔ ایک اور صحابی اس مجلس میں بیٹھے تھے جو اپنی بیوی سے اسی طرح سختی سے پیش آیا کرتے تھے، ان کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ حالت دیکھ کر اس مجلس سے اٹھے، بازار گئے، بیوی کے لئے کچھ تحفے تحائف لئے اور گھر جا کر اپنی بیوی کے سامنے رکھے اور بڑے پیار سے اس سے باتیں کرنے لگے۔ بیوی حیران پریشان تھی کہ آج ان کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ کایا کس طرح پلٹ گئی، اس طرح نرمی سے باتیں کر رہے ہیں۔ آخر ہمت کر کے پوچھ ہی لیا، پہلے تو جرأت نہیں پڑتی تھی۔ کہنے لگے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیویوں پر سختی کرنے کی وجہ سے بہت غصے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ میری شکایت ہو مَیں اپنی حالت بدلتا ہوں۔

تو دیکھیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نمونہ بنیں۔ ان صحابی نے فوراً توبہ کی اور نمونہ بننے کی کوشش کی۔ آج آپ میں سے اکثریت بھی جو یہاں بیٹھی ہوئی ہے یا کم از کم کافی تعداد میں یہاں لوگ ایسے ہیں جو ان صحابہ کی اولاد میں سے ہیں جنہوں نے بیعت کے بعد نمونہ بننے کی کوشش کی اور بنے۔ آپ بھی اگر اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ نیکیاں اختیار کریں۔ آج عہد کریں کہ ہم نے نیکی کے نمونے قائم کرنے ہیں۔ اپنی بیویوں کے قصور معاف کرنے ہیں۔ اور جو لڑکی والے ہیں زیادتی کرنے والے، وہ عہد کریں کہ لڑکوں کے قصور معاف کرنے ہیں۔ تو ان جھگڑوں کی وجہ سے جو مختلف خاندانوں میں، معاشرے میں جو تلخیاں ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسی چیزیں ختم کر دیں اگر ان عائلی جھگڑوں میں، میاں بیوی کے جھگڑوں میں علیحدگی تک بھی نوبت آ گئی ہے تو ابھی سے دعا کرتے ہوئے، اس نیک ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعاؤں پر زور دیتے ہوئے، ان پھٹے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔ اور اسی طرح بعض اور وجوہ کی وجہ سے معاشرے میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جھوٹی اناؤں کی وجہ سے جو نفرتیں معاشرے میں پنپ رہی ہیں یا پیدا ہو رہی ہیں ان کو دور کریں۔ ایک دوسرے کی غلطیوں اور زیادتیوں اور کوتاہیوں سے پردہ پوشی کو اختیار کریں۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ان کی برائیاں مشہور کرنے کی بجائے پردہ پوشی کا راستہ اختیار کریں۔ ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ کا خوف کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روی میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے مصائب میں سے ایک مصیبت اس سے کم کر دے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی ستّاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب المواخاة)

پس اپنے دل میں ہر وقت یہ خیال رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جو علیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔ اس کو سب علم اور خبر ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے۔ اگر اس نے آپ کی برائیوں کو دنیا پر ظاہر کر دیا تو آپ کا کیا حال ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ ستّاری فرمائے تو اس سے زیادہ اور بڑی چیز کیا ہو سکتی ہے۔ انسان گناہگار ہے، غلطی کا پتلا ہے اس سے اگر اللہ تعالیٰ حساب کتاب لینے لگ

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

جائے اور ستاری نہ فرمائے تو کیا رہ جاتا ہے۔

پس آپس میں ایسی محبت پیدا کریں کہ دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔ دوسرے کی ضروریات کو اس لئے پورا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورتیں بھی خدا تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔ دوسروں کی تکلیف دور کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کی بھی تکلیفیں دور فرمائے گا۔ اور سب سے بڑی بات جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ قیامت کے دن ستاری ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرے میں شامل فرمائے جن سے ہمیشہ ستاری اور مغفرت کا سلوک ہوتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق آپ کی خواہش کے مطابق ایسی جماعت بنے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بھی ہو اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہو۔ آپس میں محبت اور اخوت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والی بھی ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو“۔ (اطلاع متعلقہ آسمانی فیصلہ)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور یہ ماحول تو یہاں میسر آ گیا ہے کہ ان تین دنوں میں دنیا داری سے ہٹ کر خالص اللہ کے ہوتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی محبت، سب محبتوں پر غالب آجائے۔ اور یہ محبت اس وقت تک غالب نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کی محبت ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ اگر نمازیں پڑھ رہے ہیں اور اس طرح جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں کہ دنیا کے کام کا حرج نہ ہو جائے تو یہ تو انقطاع نہیں ہے۔ یہ تو دنیا سے تعلق توڑنے والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیاوی کاموں کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ یہ بھی ناشکری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کام کے جو مواقع دیئے ہیں ان سے پورا فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ لیکن اگر یہ کام، یہ کاروبار، یہ جائیدادیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں تو پھر ایسے کام بھی، ایسی ملازمتیں بھی، ایسے کاروبار بھی ایسی جائیدادیں بھی پھینک دینے کے لائق ہیں۔ اگر ملازمتوں میں، کاروباروں میں خدا تعالیٰ کو بھلا کر دھوکے اور فراڈ کئے جا رہے ہیں تو ایسے کاروبار اور ایسی ملازمتوں پر لعنت ہے۔ لیکن اگر یہی کام، یہی کاروبار، یہی جائیدادیں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کا باعث بن رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا باعث بن رہی ہیں تو یہی چیزیں ہیں جو بندے کو خدا تعالیٰ کے سایہ رحمت میں رکھ رہی ہیں اور سایہ رحمت میں رکھنے کے قابل بنا رہی ہیں۔ پس احمدی کی دنیا داری بھی دین کی خاطر ہونی چاہئے۔ پھر ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں“۔

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 99 جدید ایڈیشن)

پس ہم میں سے ہر ایک اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے کہلا سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد اعلیٰ اخلاق بھی اپنائے جائیں۔ دراصل تو اعلیٰ اخلاق بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہی ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ اخلاق بھی تقویٰ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اپنی محبت اور اس کے نتیجے میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن برائیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ان سے مکمل بچنے والے ہوں۔ اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی رنجشوں کو جماعتی رنگ دینے والے نہ ہوں۔ کسی عہدیدار سے ذاتی عناد یا رنجش کی وجہ سے اس عہدیدار کی حکم عدولی کرنے والے نہ ہوں۔ اور اسی طرح عہدیداران بھی اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کے خلاف ایسی کارروائی نہ کریں جس سے ان کے عہدے کا ناجائز استعمال ظاہر ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو موقع دیا ہے کہ وہ جماعتی عہدیدار بنایا گیا ہے اس پر خدا کا شکر کریں، نہ کہ اس وجہ سے گردنیں اکڑ جائیں اور تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے۔ جماعتی عہدیداران کو اپنی عبادتوں میں بھی اور اعلیٰ اخلاق میں بھی ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ عاجزی اور انکساری کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ عدل اور انصاف کے بھی تمام تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ پس جہاں ایک عام احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے، صبر سے کام لے، ایک دوسرے کے قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق جماعت کا فرد بنے تا کہ دشمن کے ہنسی ٹھٹھا سے بھی بچے۔ کیونکہ جب احمدی اتنے دعووں کے بعد ایسی غلطیاں کرتا ہے تو دشمن کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے، مخالفین کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی غیرت رکھتا ہے ایسی حرکتوں کی وجہ سے وہ احمدی جس نے دشمن کو ہنسی کا موقع دیا اللہ تعالیٰ کے قرب سے گر جاتا ہے۔ تو جب ایک عام احمدی کی ایسی حرکتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا تو جو عہدیدار ہیں وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں زیادہ ہیں۔ اس لئے ان کو اور زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا اہل بنائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر سکیں۔

اور یہ جلسے کے جو دن ہمیں میسر آئے ہیں ان کو کھیل کود اور گپیں لگانے اور مجلسیں لگانے میں ضائع کرنے کی بجائے دعاؤں اور اپنی اصلاح کی کوشش میں گزاریں۔ جلسے کے تمام پروگرام کسی نہ کسی رنگ میں علم اور روحانیت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اس سوچ میں نہ رہیں کہ فلاں مقرر اچھی تقریر کرتا ہے اس کی تقریر سننی ہے اور فلاں کی نہیں سننی، بلکہ تمام پروگرام سنیں۔ خواتین بھی اپنی گپوں کی محفلوں کی بجائے ان دنوں کو روحانیت بڑھانے میں صرف کریں کیونکہ ان کی مجلسیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔ دعاؤں میں وقت گزاریں۔ اپنے لئے، اپنے بچوں کے لئے، جماعت کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعائیں کریں۔ اس سے بھی تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔ جن کے خلاف ایک دوسرے کو شکوے شکایتیں ہیں، ان کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ دعاؤں کو سننے والا بھی ہے۔ قبول کرنے والا بھی ہے۔ آپ کی نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کی وجہ سے ہو سکتا ہے ان لوگوں میں تبدیلی پیدا ہو جائے اور جن کے خلاف آپ کو شکوے اور شکایتیں ہیں وہ دور ہو جائیں اور ان کی اصلاح ہو جائے۔ اس لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور جب نیک نیتی سے ہر ایک دوسرے کے لئے دعائیں کر رہا ہو گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت کا درجہ دے گا اور آپ کی اس سوچ کی وجہ سے یقیناً رحمت کی بارش نازل فرمائے گا۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ ان دنوں کو عبادتوں اور ذکر الٰہی میں گزاریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے قرب کے نمونے بھی قائم کریں اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے بھی قائم کریں۔ اور دشمن کو شماتت کا موقع دینے کی بجائے، ہنسی ٹھٹھا کا موقع دینے کی بجائے اس جلسے کو اپنے اندر پاک تبدیلیوں کا ایک نشان بنا دیں اور دنیا پر ثابت کر دیں کہ وہ مسیح جس نے اس دنیا میں آ کر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی تھیں اور پاک نمونے قائم کرنے تھے ہم ہیں جو اس کے مصداق ٹھہرے ہیں اور اب ہم بھی اپنے اندر سے ان پاک تبدیلیوں کو مرنے نہیں دیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تمباکونوشی پر کنٹرول کرنے کا معاہدہ۔ عالمی جائزہ

- ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق تمباکونوشی کے باعث 4.9 ملین لوگ سالانہ موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔
- 2020ء تک یہ تعداد 10 ملین سالانہ تک ہوسکتی ہے۔

(رشید احمد چوہدری۔ لندن)

آج دنیا کا ہر باشعور انسان تمباکونوشی کے مضر اثرات سے باخبر ہے۔ ایسے شواہد بھی ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں کے کینسر کی وجہ اکثر تمباکونوشی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ اس بُری عادت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتے۔ بعض ادارے بھی معرض وجود میں آئے ہیں جو ایسے لوگوں کو جو اس عادت کو چھوڑنے کی خواہش کرتے ہیں مختلف ترکیبوں کے ذریعہ اس بری عادت سے نجات بھی دلا دیتے ہیں مگر اکثر کے لئے تمباکونوشی کی عادت چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی طرف سے تمباکونوشی پر کنٹرول کرنے کا معاہدہ مئی 2003ء میں اس وقت شروع ہوا جب دنیا بھر کی 192 ریاستوں نے آپس میں معاہدہ کیا اور 90 دن کے بعد 40 ممبر ریاستوں نے اس کی شرائط کے مطابق پابندی لگانے کا اعلان کیا۔ اب یہ معاہدہ مقبولیت پکڑ رہا ہے۔ اور دنیا بھر کے 167 ممالک اس پر دستخط کر چکے ہیں مگر ان میں سے 57 ایسے ممالک ہیں جنہوں نے معاہدہ پر دستخط تو نہیں کئے مگر معاہدہ میں دی گئی پابندیوں پر پوری طرح عمل نہیں کرتے اور ملک کی پارلیمنٹ کے سامنے بھی منظوری کے لئے پیش نہیں کرتے۔ اس معاہدہ کے تحت حکومتیں یہ وعدہ کرتی ہیں کہ وہ پبلک مقامات پر تمباکو نوشی ممنوع قرار دیں گے۔ تمباکو نوشی کے اشتہارات کا سلسلہ بند کیا جائے گا۔ سگریٹ کے پیکٹوں پر ہیلتھ وارننگ شائع کرنا لازمی قرار دیا جائے گا۔ تمباکونوشی پر ٹیکس میں اضافہ کیا جائے گا تاکہ سگریٹ پینے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

اس معاہدہ سے کافی فائدہ ہوا ہے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں جہاں دنیا بھر کے 1.8 بلین سگریٹ نوشی کرنے والوں میں سے 84 فیصد لوگ رہتے ہیں۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ کئی ممالک نے اس معاہدہ کی شرائط کو لاگو کرنے کی کوشش نہیں کی مثلاً جاپان اور جرمنی نے اس معاہدہ کی شرائط پر عملدرآمد کرنے میں پوری گرمجوشی نہیں دکھائی۔

یورپ کی 25 ریاستوں سے بھی صرف 10 ریاستیں اس معاہدہ کی شرائط پر پوری طرح عمل کر رہی ہیں۔ انگلستان میں بھی پابندی زور پکڑ رہی ہے۔ سگریٹ کے پیکٹوں پر ہیلتھ وارننگ کے لیبل شائع کرنا ضروری ہے۔ پبلک مقامات پر یا پبلک گاڑیوں میں سگریٹ نوشی ممنوع ہے۔ کچھ اداروں نے سگریٹ نوشی کے لئے مخصوص جگہیں رکھی ہوئی ہیں۔ اب ملک کے ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن نے مطالبہ کیا ہے کہ انگلستان میں بھی ناروے اور آئرلینڈ کی طرح سگریٹ نوشی پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ یورپ کے ممالک میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس قسم کی پابندیوں کو انسانی حقوق کے خلاف سمجھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہر شخص جو سگریٹ چھوڑنا نہیں چاہتا اسے سگریٹ پینے کا حق ہونا چاہئے۔ مگر اس کا یہ حق نہیں کہ وہ اپنے سگریٹ کے دھوئیں سے دیگر افراد کو متأثر کرے اور ان کے پھیپھڑوں کو بھی نقصان پہنچائے۔ لہذا وہ ایسی مخصوص جگہوں کے حق میں ہیں جہاں آزادی کے ساتھ سگریٹ نوشی کی جاسکے۔

آئرلینڈ میں سگریٹ نوشی پر پابندی کو ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔ یہ پابندی مارچ 2004ء میں لگی تھی۔ اس وقت بعض لوگوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ سگریٹ نوشی پر پابندی کی وجہ سے شراب خانوں کا بزنس بھی بند ہو جائے گا اور حکومت کو ریونیو کے حصول میں بھی بہت نقصان ہوگا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ آئرلینڈ پہلا ملک ہے جس نے قومی سطح پر پابندی شروع کی تھی اور اس کے نتائج دیکھ کر اب دیگر ممالک بھی اس کی تقلید کر رہے ہیں۔

سکاٹ لینڈ نے بھی ابھی تک معاہدہ کی شرائط کی پابندی کی طرف پورا دھیان نہیں دیا تھا۔ اب انہوں نے اعلان کیا ہے کہ 2006ء سے پبلک مقامات پر سگریٹ نوشی ممنوع قرار دے دی جائے گی۔

ناروے نے جون 2004ء میں فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر کام کی جگہوں اور ریستورانوں میں سگریٹ نوشی پر پابندی کا اعلان کر دیا تھا۔

ہانگ کانگ نے اکتوبر 2004ء میں 60 مربع میٹر سے بڑی تمام پبلک جگہوں پر سگریٹ نوشی پر پابندی کا اعلان کر دیا تھا۔

روس کی پارلیمنٹ نے نومبر 2004ء میں پبلک جگہوں پر سگریٹ نوشی کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اسی طرح سرکاری ٹرانسپورٹ، پبلک عمارتوں، دفاتر، کارخانوں اور دیگر کام کرنے والی جگہوں پر سگریٹ نوشی ممنوع قرار دے دی گئی تھی۔

نیوزی لینڈ نے دسمبر 2004ء میں تمباکونوشی پر پابندی کا اعلان کیا اور دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، سرکاری عمارتوں، شراب خانوں، کلبوں اور سکول گراؤنڈز تک پابندی میں توسیع کر دی ہے۔

دسمبر 2003ء میں ہی بھوٹان نے سرعام سگریٹ نوشی کرنے اور تمباکو کی فروخت کو ممنوع قرار دیا۔

اٹلی نے جنوری 2005ء میں بند پبلک مقامات پر تمباکونوشی کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔

کیوبا نے فروری 2005ء سے دفاتر، سٹوروں، تھیٹروں، بسوں، ٹیکسیوں، سکولوں اور ائرکنڈیشن والی پبلک جگہوں پر تمباکونوشی ممنوع قرار دے دی ہے۔

دنیا کے ایسے ممالک جو تمباکونوشی کی کاشت بڑے پیمانے پر کرتے ہیں مثلاً انڈیا، جاپان، پاکستان، تھائی لینڈ اور ٹرکی بھی اب اس معاہدہ میں شریک ہو چکے ہیں مگر معاہدہ کی شرائط پر پوری طرح پابندی نہیں ہو رہی۔

انڈیا میں مئی 2004ء سے پابندی کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق وہاں 2000 افراد سگریٹ نوشی سے متعلقہ بیماریوں کی وجہ سے روزانہ مر جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان ترقی پذیر ممالک میں حکومتوں کو کافی محنت کر کے اور وسائل خرچ کر کے عوام کو تمباکونوشی کے مضر اثرات کے بارہ میں بار بار آگاہ کرنا ہوگا تبھی کوئی تحریک کامیاب ہوسکتی ہے۔ صرف قانون بنانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ہندوستان اور پاکستان کے دیہات میں تو اب تک حقہ نوشی آپس میں بیٹھ کر بات چیت کرنے اور مسائل پر تبادلہ خیالات کرنے کا ذریعہ ہے اور دائرہ میں بیٹھ کر باری باری حقہ کے کش لینا نہ صرف ضروری سمجھا جاتا ہے بلکہ اس سے وہ برادری کا رکن گردانا جاتا ہے۔ چنانچہ اس قبیح رسم سے لوگوں کو چھٹکارا دلانے کے لئے حکومت کی مشینری کو تیزی سے کام کرنا ہوگا اور تعلیم کو عام کرنا ہوگا۔ جوں جوں تمباکونوشی کے مضمرات سے لوگ آگاہ ہوتے جائیں گے یہ قبیح رسم اپنی موت آپ مر جائے گی۔

بنگلہ دیش نے حال ہی میں اس معاہدہ کی شرائط پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور بنگلہ دیش پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا ہے جس کی رُو سے پبلک مقامات پر مثلاً سکولوں، لائبریریوں، دفاتر، ہسپتالوں اور ائرپورٹ پر سگریٹ نوشی کرنے والوں پر 50 ٹکہ جرمانہ کیا جاسکے گا۔ اسی طرح قانون کی رُو سے اب سگریٹ کے اشتہار سینما گھروں، اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ پر دکھانا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ بنگلہ دیش کی کل آبادی 130 ملین ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ کی ڈائریکٹر Dr. Vera Lviza Da Costae. Silva نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ مزید حکومتوں میں بھی ایسی شرائط لگانے کا رجحان بڑھ رہا ہے اور وہ بھی اپنے ملک کے باشندوں کو تمباکونوشی کے مضر اثرات سے بچانے کے لئے مؤثر اقدام کر رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے افسوسناک کردار امریکہ کا ہے۔ امریکی حکومت پر ملک کی ملٹی نیشنل تمباکو کمپنیوں کا بہت بڑا دباؤ ہے۔ اسی وجہ سے وہ معاہدہ کی شرائط پر پوری طرح عمل کرنے میں تامل کر رہی ہے۔ اگرچہ مئی 2004ء کو اس نے معاہدہ پر دستخط تو کر دئے تھے مگر اسے سینٹ (Senate) کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔

برازیل میں بھی تمباکو انڈسٹری کانگرس اور Senate پر بھرپور دباؤ ڈال رہی ہے کہ اس معاہدہ کو پارلیمنٹ میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ وہ تمباکو کاشت کرنے والے کسانوں کے ذریعہ حکومت پر زور ڈال رہے ہیں کہ ایسا نہ ہوسکے وگرنہ ان کا روزگار ختم ہو جائے گا۔

دنیا میں سب سے زیادہ سگریٹ نوشی چین میں کی جاتی ہے جہاں ہر سگریٹ نوش روزانہ 16 سگریٹ استعمال کرتا ہے جبکہ دیگر ممالک میں یہ تعداد 13 سگریٹ روزانہ ہے۔ چین کی ہورائزن ریسرچ نے حال ہی میں ایک سروے کے بعد اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ چین میں بڑی تعداد میں سگریٹ نوشی کرنے والے مرد حضرات ہیں اور ان کی اکثریت کم لکھے پڑھے افراد کی ہے۔ ان افراد کا کہنا ہے کہ وہ تفریح کے لئے اور سکون تلاش کرنے کے لئے سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔

تمباکونوشی سے چھٹکارا

انگلستان میں لوگوں کو تمباکونوشی سے نجات دلانے کے لئے گزشتہ سال ماہ دسمبر میں ختم ہونے والے 8 ماہ کے عرصہ کے دوران نیشنل ہیلتھ سکیم کے تحت 32.3 ملین پاؤنڈ کے اخراجات کئے گئے۔ رپورٹ کے مطابق آٹھ ماہ کے عرصہ میں جن تمباکونوش افراد نے اس عادت سے چھٹکارا پانے کے لئے مدّت کا تعین کیا تھا ان میں سے ایک لاکھ 70 ہزار چھ سو چار اپنی کوشش میں کامیاب رہے۔ 2003ء سال کے اسی عرصہ میں یہ تعداد ایک لاکھ سولہ ہزار دو سو تھی۔

ٹیکہ کی ایجاد

سائنسدانوں نے انسانوں پر بڑے پیمانے پر تجربات کے بعد نکوٹین کا ایک ٹیکہ تیار کیا ہے جس سے سگریٹ نوشی کرنے والوں کے اس کا عادی ہونے کے خلاف مدافعت پیدا کی جاسکے گی۔ خیال ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں یہ ٹیکہ عام ہو جائے گا۔ سوئٹزرلینڈ کی ایک کمپنی نے چھ ماہ کے دوران تین سو افراد پر تجربات کئے ہیں۔ یہ لوگ بہت زیادہ سگریٹ پیتے تھے مگر ٹیکہ کے بعد اس عادت کو چھوڑ بیٹھے۔

حرف آخر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادت کو چھوڑ بیٹھے ہیں............ مَیں حقّہ کو منع کہتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں۔ مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہئے“۔

(البدر 28/ فروری 1907)

نیز فرمایا:

”تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے کچھ نہیں بتایا لیکن ہم اسے مکروہ خیال کرتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو آپ اس کے استعمال سے منع فرماتے“۔

(البدر 24/ جولائی 1903ء)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

جماعت احمدیہ مالی (Mali) (مغربی افریقہ) کے پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عامر ارشاد مبلغ سلسلہ برکینا فاسو)

خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور رحم کے ساتھ اب جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہوچکی ہے جہاں ﴿یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا﴾ (النصر:3) کے نظارے ہر طرف نظر آنے لگے ہیں اور دنیا کے 178 ممالک میں باقاعدہ جماعت کا پودا لگ چکا ہے اور اب یہ پودے بڑھ کر خوشنما درختوں کی شکل اختیار کرتے جارہے ہیں اور ان کو بے شمار پھل بھی لگ رہے ہیں جہاں پہلے مختلف ممالک سے بیعتوں کی خبریں ملتی تھیں اب وہاں باقاعدہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہونا شروع ہوگیا ہے اور ہزار ہا لوگ ان جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اور دنیا کے شرق وغرب میں ہر قوم اس سے فیض پارہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ ان جلسوں کا عظیم الشان انعقاد انقلابی تبدیلیوں کی نوید سنا رہا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

مغربی افریقہ کا ملک مالی جہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں احمدیت کا پیغام 1988ء میں پہنچ چکا تھا لیکن جماعت کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا اور مخالفانہ سرگرمیوں کی وجہ سے باقاعدہ رجسٹریشن میں کافی مشکلات کا سامنا تھا لیکن تبلیغی و تربیتی کاموں کا سلسلہ لوکل معلمین کے ذریعہ جاری رہا۔ 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مالی کو انتظامی لحاظ سے برکینا فاسو کے ماتحت کردیا اور مکرم عمر معاذ صاحب مرکزی مبلغ سلسلہ یہاں کام کر رہے تھے۔ ستمبر 2004 میں محترم امیر صاحب برکینا فاسو محترم محمود ناصر ثاقب صاحب نے مالی کا 15 روزہ تفصیلی دورہ کیا، مختلف جماعتوں کے دورے کے ساتھ ساتھ مقامی عاملہ کی میٹنگز کیں۔ نئ مجلس عاملہ بنا کر مرکز بھجوائی جس میں مکرم عمر معاذ صاحب کو صدر جماعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ محترم عمر معاذ صاحب نے امیر صاحب کی زیر ہدایت ان تھک محنت اور پرزور دعاؤں کے ساتھ اس جماعت میں ایک نئی روح پھونک دی اور جلسہ سالانہ 2004 برکینا فاسو میں حضور کے دورہ کے دوران جب یہاں سے 200 افراد پر مشتمل ایک وفد آیا تو ان کے ایمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک نئی جلا بخشی اور مالی واپس جانے کے بعد یہ فدائیان اسلام و احمدیت جماعت کی ترقی کی خاطر پوری تگ ودو میں لگ گئے اور امسال انہوں نے یہاں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انتہائی کامیاب رہا اور بیشمار برکتوں کا باعث بنا الحمدللہ

تیاری انتظامات جلسہ

جلسہ سالانہ 23، 24/اپریل 2005 کو منعقد ہوا۔ جلسہ کی تیاری اور انتظامات کا سلسلہ ماہ مارچ کی ابتدا سے ہی شروع ہوگیا اور ہر جمعہ کی صبح نماز تہجد ادا کی جاتی جس میں جلسہ کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا کی جاتی اور پھر نماز جمعہ کے بعد میٹنگ کی جاتی۔ پہلی میٹنگ میں دس شعبہ جات پر مشتمل انتظامی کمیٹیاں بنائی گئیں جس میں مکرم بوئے باسیلا صاحب کو افسر جلسہ سالانہ اور محترم اسحاق تراوڑے صاحب صدر خدام الاحمدیہ کو نائب افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ اور پھر ہر جمعہ کے دن اس انتظامی کمیٹی کی میٹنگ ہوتی جس میں کام کا جائزہ لیا جاتا۔ ان احباب نے اس جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اَن تھک محنت کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

جلسہ گاہ کا جائزہ

جلسہ سالانہ کا انعقاد مالی کے دارلحکومت Bamako باماکو کے ایک اسکول ADF محلّہ جیلبوگو میں کیا گیا جہاں پر جماعت کے تمام ممبران نے مل کر تین دن وقارعمل کرنے کے بعد جلسہ گاہ کی شکل دی۔ اسکول کی عمارت دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ میں لجنہ کی رہائش اور کچن کا انتظام کیا گیا اور دوسرے حصہ میں جلسہ گاہ اور مردانہ رہائش کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ گاہ کا مین گیٹ لائٹس کے ساتھ سجایا گیا جس پر آنے والوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے لائٹس سے بنا بورڈ لگایا گیا اور اسٹیج کی اسکرین پر خانہ کعبہ اور منارۃ المسیح کی خوبصورت قدرتی پھولوں کے گملوں سے تزئین کی گئی اور اسٹیج کو ایک سادہ اور خوبصورت شکل دے دی گئی۔ جلسہ گاہ کے ایک طرف حکومتی عہدیدران، آئمہ کرام اور دیگر مسلم تنظیموں کے ذمہ داران کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں وہاں کے ایک دوست نے پچاس کرسیاں مفت فراہم کیں۔ جماعتی روایت کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ نے سیکورٹی کے اعلیٰ انتظامات کئے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ حکومت نے بھی پورے جلسہ کے دوران پولیس سیکورٹی مہیا کی جس نے مکمل دیانت داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دی اور جماعت کے انتظامات سے بہت متاثر ہوئے۔

جلسہ گاہ کے ایک طرف طبی سہولت کا انتظام بھی تھا جہاں مفت دوائیاں مہیا کی گئیں اور دوسری طرف جماعتی کتب ورسائل اور کیسٹس کا اسٹینڈ بھی لگایا گیا۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے احمدیت کے پروانے 21/اپریل کو ہی آنا شروع ہوگئے اور یہ سلسلہ جمعہ 22/اپریل کی شام تک جاری رہا جن کا شعبہ استقبال نے پر جوش خیر مقدم کیا اور شعبہ رجسٹریشن کے تحت ان کی رجسٹریشن کی گئی۔

اس جلسہ میں برکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ کے وفود نے شمولیت اختیار کی۔ اسی طرح برکینا فاسو کے شہر بوبوجلاسو سے خدام الاحمدیہ کا ایک وفد سائیکلوں پر 600 کلومیٹر کا سفر طے کر کے اس جلسہ میں شامل ہوا۔

افتتاحی تقریب

معزز مہمانان گرامی کی آمد کے بعد جلسہ کا باقاعدہ آغاز شام 4:15 بجے ہوا۔ اس جلسہ میں شمولیت کی غرض سے محترم امیر صاحب برکینا فاسو مالی جارہے تھے کہ بارڈر پر بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے۔ اس لئے بوئے یاگی کیتا صاحب نے اس جلسہ کی صدرات کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم باسیکا کولی بالی نے کی اور اس کے بعد قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار مکرم عبدالرحمٰن تراوڑے صاحب نے پڑھے بعد ازاں صدر جلسہ نے تمام آنے والے معزز مہمانوں اور حاضرین جلسہ کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کے افتتاح کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ورلڈ اسلامی یونین مالی کے صدر مکرم Bouyagui Kieta صاحب نے تمام معززین اور اتھارٹیز کی طرف سے اس جلسہ میں شمولیت کی دعوت پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے جماعت کی ترقی کی خاطر اپنی بھرپور حمایت کی یقین دہانی کروائی اور انہوں نے جماعت پر لگائے گئے جھوٹے الزامات کا ذکر کرتے ہوئے جو غیر احمدی احباب کی طرف سے جماعت پر لگائے جاتے ہیں ان کا ردّ کیا۔ اس کے بعد 5:10 بجے مبلغ سلسلہ محترم عمر معاذ صاحب کولی بالی نے جلسہ سالانہ کے اہم موضوع 'نئے دور کے مسائل کا حل اسلام میں' کا تعارف کروایا اور آغاز میں ان بے شمار مسائل کی ایک لمبی فہرست پیش کی جن سے آج دنیا گزر رہی ہے اور اس کے بعد قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا حل بیان کیا اور اس تقریر کا حاضرین جلسہ پر بہت اچھا اثر ہوا۔

اس کے بعد ان خدام کو جو دسمبر 2004 کے اجتماع خدام الاحمدیہ برکینا فاسو میں شریک ہوئے اور انہوں نے مختلف ورزشی اور علمی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی کی بنا پر انعامات حاصل کئے، میں انعامات تقسیم کئے گئے اور ان خدام کو جو سائیکلوں پر برکینا سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آئے تھے حوصلہ افزائی کے طور پر جماعت مالی کی طرف سے تحائف پیش کئے گئے۔ مالی کی فٹبال ٹیم اجتماع کے موقع پر اوّل رہی اور ٹرافی کی حقدار قرار پائی۔ اس موقع پر مئیر صاحب فاجیگلا Bamako نے خدام کو ٹرافی پیش کی اور جماعت کی علمی اور کھیل کے میدان میں کی جانے والی سرگرمیوں کو بے حد سراہا اور اس طرح یہ افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی جس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

دوسرا دن

24/اپریل کی صبح کا آغاز باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ بعد نماز فجر درس القرآن ہوا۔ ناشتہ اور تیاری کے بعد 8:30 بجے جلسہ کی کاروائی کا آغاز ہوا جس کی صدرات مکرم الحاج ودراگو جبریل امیر وفد برکینا فاسو نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سیکو تراوڑے صاحب نے اور قصیدہ حضرت مسیح موعود کے اشعار مکرم باسیکا کولی بالی صاحب نے ترنم سے پیش کئے۔ اس کے بعد عمر معاذ صاحب نے صداقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا کہ آج دنیا کے تمام مسائل کا حل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے وفات مسیح کے موضوع پر بھی روشنی ڈالی۔

آپ نے اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے یاجوج ماجوج اور دجال کے متعلق بتایا کہ اس سے کیا مراد ہے اور یہ کون سا گروپ ہے اور اس کی کیا کارروائیاں ہیں اور جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کا خاتمہ امام مھدی کی دعاؤں سے ہوگا اس لئے تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ مسیح موعود کی پیروی کریں تا کہ اس دجال کا دعاؤں سے خاتمہ ہو سکے اور دنیا کو حقیقی امن نصیب ہو۔

اور بعدازاں آپ نے نماز کی اہمیت وفرضیت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کی روحانی زندگی کے لئے نماز کیوں ضروری ہے اور کس طرح اس کے ذریعہ تعلق باللہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

دوپہر 1 بجکر 15 منٹ پر مجلس سوال و جواب کا آغاز ہوا جس میں تمام سوالوں کے انتہائی تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ اس مجلس کے اختتام پر ایک گروپ نے بتایا کہ وہ یہاں مباحثہ کرنے کی نیت سے آئے تھے لیکن مجلس سوال و جواب میں ان کے تمام دلائل کا جواب انہیں مل گیا اور ان کے تمام شکوک وشبہات رفع ہوگئے اور ان کے لئے بحث کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اس مجلس کے اختتام پر مکرم عمر معاذ صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

اختتامی تقریب

بعد نماز ظہر وعصر محترم ودراگو جبرئیل صاحب صدر جلسہ نے خطاب کیا اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور استدعا کی کہ جو سنا ہے اس پر غور کریں اور عمل کریں۔ اس پہلے جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر تمام انتظامیہ کو مبارک باد پیش کی اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اہم شخصیات

اس جلسہ میں قابل ذکر شخصیات میں صدر ورلڈ اسلامی یونین مالی، مئیر آف فاجیگل، ریجن کولی کورو کے جج، کمشنر پولیس، آئمہ کرام اور مختلف اسلامی ایسوسی ایشنز کے عہدیدران تھے۔

حاضری

اللہ کے فضل سے اس جلسہ میں 20 جماعتوں کے 2500 سے زائد افراد نے شمولیت کی۔

تاثرات

اڑھائی ہزار مختلف قبیلوں کے افراد جنہوں نے اپنی آنکھوں سے پہلی بار احمدیت کے نظام کو دیکھا اور اس کی سچائی کو سنا وہ پوری طرح سے مطمئن تھے۔ انہوں نے بیحد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اگلے سال اپنے تمام دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔ ایک نے کہا کہ اس قسم کا جلسہ ہر چھ ماہ بعد ہونا چاہئے۔ اور اس جلسہ میں شاملین تمام حکومتی اور سیاسی عہدیدران نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کے غلبہ کی یہی ایک راہ یعنی احمدیت ہے کیونکہ احمدیت دلائل کی رو سے اسلام کی اصل تعلیمات کو ایسے اعلیٰ رنگ میں پیش کرتی ہے کہ دشمن کا منہ بند ہوجاتا ہے اور احمدیت کا فلسفہ ایسا ہے کہ جو اس سے قبل دینی کتب میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے ہر ایک نے 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کتاب ضرور حاصل کی۔

اس جلسہ میں شامل ورلڈ اسلامی یونین مالی کے صدر جو کہ ایک ریسرچ اسکالر ہیں نے اسٹیج پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وفات مسیح سے متعلق جماعت احمدیہ کی طرف سے جو بھی سائنسی، تاریخی اور تحقیقی دلائل بیان کئے جاتے ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے کی صداقت کو پوری طرح سے مانتا ہوں اور وفات مسیح پر یقین رکھتا ہوں۔

2004ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برکینا فاسو کے دورہ کے دوران نیشنل عاملہ ومربیان کی میٹنگ میں مبلغ سلسلہ عمر معاذ صاحب سے فرمایا تھا کہ اب مالی کو ہلا کر رکھ دیں۔ اس جلسہ کے کامیاب انعقاد کے ساتھ پیارے آقا کے اس حکم کو پورا کرنے کا آغاز ہو چکا ہے۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں بڑی بڑی کامیابیاں عطا فرمائے اور دشمن کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁

رشتہ ناطہ کے مسائل اور اُن کی وجوہات

(ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں۔ ٹورنٹو، کینیڈا)

بات عجیب ہے مگر ہے یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت کہ آج کے اِس جدید اور روشن دور میں بھی کئی خاندان اور قبائل جن میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی شامل ہے وہ روزمرّہ زندگی میں عموماً اور لڑکے لڑکی کا رشتہ کرتے وقت خصوصاً سیرت و کردار اور اخلاقیات کی بجائے شکل وصورت اور ذات پات کو ترجیحی بنیاد بنا کر فیصلے کرتے ہیں۔

باقی لوگوں کی بات تو الگ ہے مگر مسلمانوں کا اس بیماری میں مبتلا ہونا خاصا حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ اِسلام نے اس رجحان کی اپنے عین آغاز سے ہی مذّمت کی ہوئی ہے اور جسمانی شکل و صورت اور ذات پات کی بجائے سیرت و کردار کو ترجیح دینے کی تلقین کی ہے۔ اسلام کے مطابق سب انسان برابر ہیں اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر بوجہ رنگ و نسل اور قوم کے قطعاً کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ اسلامی تعلیم اس تناظر میں زیرِ نظر معاملہ کے تمام پہلوؤں کا خوبصورتی سے احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس ضمن میں حرفِ آخر ہے۔ جو مسلمان اس تعلیم سے روگردانی کرتے ہیں وہ نہ صرف دُنیوی بلکہ دینی طور پہ بھی گھاٹے، گناہ اور بے سکُونی کا سودا کرتے ہیں۔

جسمانی شکل وصورت اور ذات پات کو ترجیح دینے والا یہ طبقہ عام روزمرّہ معاملات اور رہن سہن میں بھی نمایاں طور پر اس مہلک بیماری میں مبتلا نظر آتا ہے یہ لوگ عام روزمرّہ زندگی میں قدم قدم پہ چھوٹی ذات (اُن کی خود ساختہ ڈکشنری کے مطابق، ورنہ حقیقت میں کوئی ذات چھوٹی نہیں اور کوئی ذات بڑی نہیں بلکہ ذاتیں تو محض آپس کی پہچان کا ذریعہ ہیں جیسا کہ اسلام نے اس بارہ میں واشگاف الفاظ میں واضح کیا ہوا ہے) سانولے رنگ، چھوٹے قد، موٹاپے اور چہرے کے معمولی نقوش (اُن کے خیال میں، حالانکہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی کے نقوش بھی معمولی نہیں ہیں) کی وجہ سے تفریق و تحقیر اور تمسخر و استہزاء کا گویا بازار گرم کئے رکھتے ہیں۔ یہ موذی لوگ اس بنا پر اپنے زیرِ عتاب افراد کو تحقیر آمیز اور عجیب و غریب تمسخرانہ ناموں سے پکارتے ہیں۔ اُن کے اِس گھٹیا طرزِ عمل سے کئی افراد (خصوصاً لڑکیاں، کیونکہ لڑکیاں زیادہ حسّاس ہوتی ہیں، لیکن لڑکے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں) بچپن سے لے کر جوان ہونے تک اور پھر خصوصاً جب شادی کا مرحلہ آئے تو ایک عذابِ عظیم سے گذر رہے ہوتے ہیں۔ اُن کے ساتھ اُن کے والدین اور دیگر عزیز و اقارب کو بھی اِن تلخیوں کو سہنا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کے ساتھ یہ تحقیر و تذلیل کا سلوک کیا جارہا ہوتا ہے وہ نتیجۃً احساسِ کمتری اور احساسِ محرومی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایک نارمل صحت مند پُراعتماد زندگی گذارنے کے قابل نہیں رہتے کیونکہ اُن میں خود اعتمادی سرے سے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اِس جرم کے ذمہ دار ذات پات اور شکل وصورت کی تفریق کرنے والے وہ لوگ ہیں جو تکبر اور خود پرستی میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اِس پہلو سے اگر دیکھا جائے تو بیشتر ترقی یافتہ قومیں جیسے مثلاً یورپین، آسٹریلین، جاپانی، چینی اور امریکن لوگ ہیں جن کی ایک بڑی اکثریت اگرچہ عملی طور پر لامذہب اور دہریہ ہے اور قسما قسم کی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ (نتیجۃً ایڈز اور دوسری جسمانی بیماریوں کی زد میں بھی) اور مادّیت پرستی گویا اُن کا اوڑھنا بچھونا بن چکا ہے۔ مگر جب سوال شادی کا آتا ہے تو اس مرحلہ پہ وہ انتخاب کرتے وقت شکل وصورت اور ذات پات کی بجائے عادات و اطوار اور دیگر ایسے پہلوؤں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے ہاں عموماً ذات پات اور رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔

اِن ممالک میں دیکھیں تو اَن گنت سفید فام انگریز اور دیگر قوموں کی ایسی لڑکیاں ملیں گی جنہوں نے سیاہ فام افریقی لڑکوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں اور بہت خوشی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ اِسی طرح کئی سیاہ فام افریقی لڑکیوں نے سفید فام انگریز اور دیگر باشندوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

ان ممالک میں رہنے والے لوگ (جن میں ایشیا اور دیگر اسلامی مُلکوں سے یہاں آکر آباد ہونے والے مسلمان بھی شامل ہیں) اِس رجحان کو بتدریج اپناتے جارہے ہیں۔ مگر اُن کی اس رجحان کو اپنانے کی شرح اور رفتار افسوسناک حد تک کم ہے۔ اُن کی ایک بہت بڑی تعداد اِن نسبتاً آسودہ حال ممالک کے شہری ہونے کی بنا پہ بے جا تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کے رشتے اپنے آبائی وطنوں میں کرنے کا پروگرام بناتے ہیں اور اپنے بچوں کی شکل و صورت سے قطع نظر وہاں سے گویا کوہ قاف کی شہزادیاں اور شہزادے جن کا اُن کے خیالی فلسفہ کے مطابق اعلیٰ ذات اور اونچے خاندان سے تعلق ہونا بھی ضروری ہوتا ہے ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ اُن کی اِن گھٹیا، متکبرانہ اور تفاخرانہ حرکتوں سے اُن کے ہم وطن عزیز و اقارب اور کئی اجنبی خاندان جو اُن کی زد میں آتے ہیں بہت بُری طرح سے متاثر ہوتے ہیں۔

ایسے لوگ جب کبھی اپنے آبائی مُلکوں میں جاتے ہیں تو سراسر جھوٹی بناوٹ اور دکھاوے سے ظاہر کرتے ہیں کہ جس مُلک سے آرہے ہیں اُس میں جا بسنے کی بدولت وہ اب دُنیا کے امیر ترین لوگوں میں سے بن چکے ہیں اور جس خاندان کو وہ اپنا رشتہ دار بنانے کا شرف بخشیں گے وہ اُن کی برکت سے اُن کی طرح امیر کبیر بن جائے گا۔ بہت سے سادہ لوح لوگ جو اصل حالات کا علم نہیں رکھتے اور اُنہیں اِن ترقی یافتہ ممالک میں جا کر وہاں کے نامساعد حالات کا خود جائزہ لینے کا موقع نہیں ملا ہوتا وہ بوجہ اپنی کم علمی کے اس سراب کے اسیر ہو جاتے ہیں اور ہر قیمت پہ اپنے بچوں کی شادیاں بیرون مُلک کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہے ہوتے ہیں وہ بیرونِ مُلک سے آنے والے ایسے لوگوں کا شکار بننے کے لئے گویا بیقرار و بے چین اور ہر دم منتظر ہوتے ہیں۔ رشتہ ہونے کے بعد حقیقت سامنے آتی ہے کہ دولت مندی اور امارت محض نمائش و دکھاوا تھا اور ۱۲۔۱۲ گھنٹے کی شفٹ جابز مرد تو مرد اور عورتیں بھی بعض صورتوں میں کر رہی ہوتی ہیں۔ اِسی پر بس نہیں بلکہ اُن کے اسیکنڈری اسکولز اور یونیورسٹیز جانے والے بچے تک ویک اینڈ جابز کر رہے ہوتے ہیں اور خاندان خاصی مُشکل زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ بیرون مُلک آنے اور رشتے کرنے کا بھُوت اکثر لوگوں پہ بُری طرح سوار ہوتا ہے اور کسی کے سمجھانے کا اُلٹا مطلب لیا جاتا ہے۔

ہماری رائے میں اگر دونوں خاندانوں کے لوگ ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح جانتے ہوں اور رشتے باہمی طور پہ ہم کفو لڑکی لڑکے میں ہوں تو بیرونِ مُلک رشتے کرنا دونوں خاندانوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔ لیکن ہم کفو ہونا نہایت ضروری امر ہے اور دونوں خاندانوں کو جلد بازی کے بجائے ہر لحاظ سے ایک دوسرے کے بارہ میں مناسب تحقیق لازمی کر لینی چاہئے۔ اس ضمن میں اسلامی تعلیم کے مطابق شکل و صورت اور ذات پات کی بجائے سیرت و کردار اور خاندان کی اچھی شہرت کو ترجیحی بنیاد بنا کر رشتے کیے جانے چاہئیں اور اس ضمن میں چھوٹی چھوٹی معمولی باتوں کی غیر ضروری تجسس و تلاش میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ بصورتِ دیگر رشتے ہونے میں خواہ مخواہ کی رکاوٹیں حائل ہوسکتی ہیں۔ اور اس دوران میں لڑکیوں اور لڑکوں کی عمریں بڑھتی جاتی ہیں اور آگے چل کر یہ زیادہ عمر کا مسئلہ رشتے ہونے میں (خصوصاً لڑکیوں کی صورت میں) ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگ شادی کا فیصلہ کرتے وقت خاندان، مال اور حسن کو ترجیح دیتے ہیں مگر آپؐ نے اپنی اُمت کو ہدایت فرمائی کہ تم دینداری کو معیار بنا کر شادی کا فیصلہ کیا کرو۔ اگر شادیاں کرتے وقت دینداری کو مقدم معیار بنا کر فیصلے کئے جائیں اور خواہ مخواہ کی غیر ضروری تفصیلات کو چھوڑ دیا جائے تو شادیوں میں غیر ضروری تاخیر نہیں ہو پاتی اور ایسی شادیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات شامل ہو جاتی ہیں اور گھر جنت کے نمونے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سیرت و کردار اور اخلاقیات کے پہلو کو اس ضمن میں سب سے اہم اور کلیدی اہمیت دی جائے تو دین کے ساتھ ساتھ دُنیا بھی سنور جاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ شکل وصورت، مال و دولت اور دیگر ایسے مادی عوامل تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور وقت کے ساتھ ماند پڑ جاتے ہیں جبکہ اچھے اخلاق اور نیک سیرت دن بدن نکھرتے ہیں جس کی مہک سے گھر حقیقتاً جنت کا حسین ماڈل نظر آنے لگتے ہیں۔

ایک انتہائی اہم بات اِس ضمن میں دعا کی ہے۔ دیگر تمام اُمور کی طرح شادی کے ضمن میں بچوں کی پیدائش سے ہی اُن کے لئے نیک صالح جیون ساتھی میسر آنے کیلئے باقاعدگی سے دعا کرنی شروع کر دینی چاہئے اور بچوں کی شادی کے بعد اُن کی شادی کی کامیابی اور خوشحالی کیلئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

بیرونِ مُلک سے رشتے کرنے کی غرض سے آنے والے لوگوں کے علاوہ بہت سے لوگ جن میں پاکستان اور انڈیا وغیرہ میں بسنے والے مسلمان بھی شامل ہیں وہ اِس پہلو سے اُسی طرح کی جہالت اور تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گُم ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ اِس گمراہی کے ساتھ چمٹے رہنے پر بضد ہیں۔ اکثر و بیشتر اگر اُن کو معلوم ہو کہ لڑکی کی کوالیفیکیشن اچھی ہے تو وہ لوگ اُس لڑکی کا رشتہ دیکھنے منہ اُٹھائے چلے آتے ہیں۔ مگر دیکھنے کے بعد خوبصورت نہ ہونے کی بنا پر فوراً ردّ کر دیتے ہیں۔ ایسے کئی لوگ دیکھے گئے ہیں جو لڑکی دیکھنے آئیں تو لڑکی کو سرسری دیکھنے کی بجائے اُس کا اس طرح چیک اَپ کر رہے ہوتے ہیں جیسے قربانی کا جانور خریدتے وقت لوگ اس بات کو یقینی بنا رہے ہوتے ہیں کہ کسی قسم کا نقص اِس جانور میں نہ ہو۔ مثلاً لڑکی کے ہاتھ پاؤں بڑے غور سے ملاحظہ کرتے ہیں، آنکھوں کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں، لڑکی کی چال ڈھال اور لڑکی کے رنگ کے بارہ میں پوری تفتیش کرنے کی خاطر اُسے باہر سورج کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ الغرض ایسے کئی لوگ جن میں حیا ویسے نہیں ہوتی اور شرم اُن کو آتی ہی نہیں لڑکی کے گھر آتے رہتے ہیں اور بیچاری لڑکی اور اس کے والدین کو مزید کرب میں مبتلا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ سلسلہ کئی سالوں پہ محیط ہو جاتا ہے اور اس سارے عمل میں لڑکی کے ساتھ ساتھ اُس کے ماں باپ اور دیگر عزیز بھی پس

TOP ANGEBOT

CALAIS جلسہ سالانہ UK، 2005ء کے لئے CALAIS

DOVER -

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی احباب کے لئے فخریہ پیشکش۔ آج ہی رابطہ کریں

ہماری ترقی کا راز ⟵ ⟶ آپ کا پرخلوص تعاون

KMASTRAVEL - SAALBAU STRS 27 64283 DARMSTADT

TEL:0151-8700646 Fax:06151-8700647 Handy:0170-5534658

Glebe TRAVELS

London Luton & Leeds Bradford to Lahore

ONLY £440*

0208 336 0794

07765 32 46 01

www.glebetravels.com

* subject to availability & taxes

رہے ہوتے ہیں۔ یہ تکلیف دہ طرزِ عمل بیشتر صورتوں میں متعلقہ لوگوں کو نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے اور بعض زیادہ حساس لوگ تو ذہنی مریض بھی بن جاتے ہیں۔ ایسی تکبر و نخوت کی حرکات کرنے والے لوگوں کو صرف اس قدر غور فرمالینا چاہئے کہ اگر اُن کے ساتھ یہ صورتِ حال پیش آئے جو وہ دوسروں کی بیٹی کے ساتھ روا رکھ رہے ہیں تو اُن پہ کیا بیتے گی؟ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب اِس کے علاوہ ہے اور اِس طرح دوسروں کو دُکھ دینے والوں کو کل کو اِس سے بڑھ کر اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے رشتوں کے سلسلہ میں مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

ہمارے اس تجزیہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شادی سے قبل لڑکی یا لڑکے کو دیکھنا بُری بات ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ رشتہ کی بات پختہ ہونے سے قبل لڑکی لڑکے کو خود ایک دوسرے کو دیکھ لینا چاہئے۔ مگر اِس مرحلہ کے آنے سے قبل دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کے بارہ میں ہر پہلو سے شرح صدر کرلینی چاہئے اور کسی طریق سے بغیر علم میں لائے لڑکے والوں کو لڑکی کو اور لڑکی والوں کو لڑکے کو دیکھ لینا ضروری ہے۔ مثلاً نماز جُمعہ پر یا کسی جلسہ اجلاس میں یا پھر تیسرے فریق کے گھر میں چائے یا کھانے کی دعوت پر ایسا کیا جاسکتا ہے جس میں کسی کے علم میں بھی نہ ہو اور بغیر کسی قسم کی ٹینشن اور بناوٹ کے مقصد پورا ہوسکتا ہے۔ اور اگر پھر دونوں فریق چاہتے ہوں تو معاملے کو آگے بڑھائیں اور لڑکی لڑکا اپنے گھر والوں کے ساتھ چائے وغیرہ پہ اگر چاہیں تو مناسب انداز میں تبادلہ خیال بھی کرسکتے ہیں۔ اس طور پر دونوں خاندان ایک دوسرے کو اچھی طرح جان سکتے ہیں اور یوں کئے گئے رشتے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عموماً کامیاب ہوتے ہیں۔

شادی کے علاوہ عام روزمرّہ زندگی میں ایک اور بہت اہم اور گھمبیر مسئلہ ذات پات اور خاندانی تفریق و تفاخر کا ہے جو پس ماندہ اور غریب ممالک میں شدت سے پایا جاتا ہے۔ یہاں پہ کئی لوگ انسانوں کو اُن کی محنت، تعلیم اور قابلیت کی بجائے محض نسلی بنیادوں پر پرکھتے ہیں اور اس طرح مساوات اور عدل و انصاف کا گویا سرے سے ہی گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ اس فلاسفی کے مطابق کسی مخصوص گھرانے میں پیدا ہو جانے سے پیدا ہونے والے کے مقدر کا تعین ہوتا ہے اور اس مقدر کو ذاتی محنت اور قابلیت سے بدلنا ممکن نہیں ہے۔ ایک فرد ایک خاندان میں پیدا ہو جانے سے اعلیٰ و برتر قرار پاتا ہے تو ایک دوسرا ایک دوسرے خاندان میں پیدا ہو جانے سے ادنیٰ و حقیر قرار پاتا ہے۔

ذات پات کے علاوہ ایک دوسرا بڑا عنصر جسمانی شکل وصورت اور رنگ و روپ ہے جو پیدا ہونے پہ وراثتاً ملتا ہے۔ اس کو امتیاز و افتخار کا پیمانہ قرار دیا جانا بھی ایک نہایت افسوس ناک امر ہے۔ جو لوگ شکل و صورت کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق روا رکھتے ہیں وہ درحقیقت عدل و انصاف اور مساوات سے بہت دور جا پڑتے ہیں۔ بعض لوگوں کو ان بے معنی اصولوں کی رو سے کمتر اور حقیر قرار دینا اور بعض کو اعلیٰ و افضل قرار دینا سراسر ظلم ہے۔ آج کے اس جدید روشن دور میں بھی یہ دونوں عناصر یعنی ذات پات اور شکل وصورت کی بنا پہ تفریق غریب اور پس ماندہ مُلکوں میں شدت سے پائے جاتے ہیں مگر ساتھ ساتھ جدید ماڈرن اور ترقی یافتہ ممالک میں بھی کسی حد تک اپنی جگہ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی شکلیں اور پیمانے الگ الگ ہیں۔ ترقی یافتہ اور ماڈرن ہونے کے دعویدار ممالک میں ماڈلنگ، فیشن شو اور شاہی خاندان اس کی مثالیں ہیں۔

یہ موضوع ایک سلسلہ مضامین کا متقاضی ہے اہل قلم حضرات کو اس ضمن میں بھی صف آراء ہوکر میدان عمل میں جہاد کرنا چاہئے۔ باقی لوگوں کو بیان کیے گئے مسائل کے بارہ میں میں دلائل سے سمجھانا ضروری ہے مگر جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اُنہیں ان بیہودگیوں، گندگیوں اور پلیدگیوں سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فوراً چھٹکارا پالینا چاہئے۔ اور احمدی مسلمانوں کو تو اس پہلو سے ایک نہایت اعلیٰ معیار کا پاک نمونہ قائم کرنا چاہئے کہ اسی میں ہمارا معاشرتی امن اور اللہ تعالیٰ کی رضا مضمر ہے۔

❁❁❁❁❁❁

سیٹلائٹ

نہ کہنے کا ہنر

روزنامہ جنگ کے کالم نگار جاوید چودھری اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

''بچی کی آنکھ میں آنسو تھے، اس نے پلو سے آنکھیں پونچھیں اور روتی سسکتی آواز میں بولی ''سر مَیں بھیڑ بکری ہوں، مَیں کرسی ہوں، مَیں کپڑے کا تھان ہوں یا پھر مَیں بالٹی یا پلیٹ ہوں، مَیں کیا ہوں''۔ مَیں نے شفقت سے جواب دیا ''بیٹا آپ ایک مکمل انسان ہو''۔ اس کی عمر اکیس بائیس برس ہوگی۔ وہ کالج میں پڑھتی تھی۔ بے شمار دوسری ماؤں کی طرح اس کی ماں بھی اس کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ پچھلے دنوں اس کے لئے ایک رشتہ آیا۔ لڑکا امریکہ میں انجینئر تھا۔ لڑکے کے والدین دیہاتی پس منظر سے تعلق رکھتے تھے لہذا وہ بہو اور گائے میں خاص فرق نہیں سمجھتے تھے۔ بچی جب ان لوگوں کے سامنے آئی تو لڑکے کی ماں نے اس کا اسی طرح جائزہ لیا جس طرح عموماً دیہات میں جانوروں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ ماں نے اس کے ہاتھ پاؤں دیکھے، اس کی نظر ٹیسٹ کی، اسے اپنے سامنے چلا، پھرا اور بٹھا کر دیکھا۔ اس کا قد، اس کا وزن معلوم کیا، منہ کھلوا کر اس کے دانت گنے اور اسے سونگھ کر دیکھا۔ بچی حسّاس تھی۔ ان حرکتوں نے اس کا دل توڑ دیا۔ وہ شاید سب کچھ برداشت کرجاتی لیکن آخر میں لڑکے کی ماں نے ایک عجیب حرکت کی۔ وہ لڑکی کو باہر لے گئی اور اسے دھوپ میں کھڑا کرکے اس کا رنگ دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ انتہا تھی۔ بچی روتی ہوئی اندر گئی۔ اس نے دروازے کو اندر سے چٹخنی لگائی اور پھر پورا دن اندر بند رہی۔ اس کے والدین میرے جاننے والے تھے۔ انہوں نے دوسرے دن بچی کو میرے پاس بھیج دیا۔ اب وہ میرے سامنے بیٹھی تھی۔ مَیں نے اسے کہا ''بیٹا آپ ایک مکمل انسان ہو''۔ اس نے سسکتے ہوئے پوچھا ''پھر انہوں نے میرے ساتھ ایسے کیوں کیا؟''۔ مَیں ہنس پڑا۔ ''بیٹا اس لئے کہ وہ لوگ ادھورے تھے۔ ان لوگوں نے زندگی کو کبھی جانوروں سے اوپر اٹھ کر دیکھا ہی نہیں۔ ہم لوگ دوسرے لوگوں کو، دوسری چیزوں کو اپنے معیار، اپنے نقطہ نظر سے پرکھتے ہیں۔ ایک گائے دنیا کی ہر چیز کو ایک گائے کی نظر سے دیکھے گی۔ وہ لوگ کیونکہ انسانوں کے بھیس میں جانور ہیں لہٰذا انہوں نے جانوروں کی طرح تمہارا جائزہ لیا۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ اگر کوئی شخص گھاس کی پلیٹ میں ہیرا ڈال کر گدھے کے سامنے رکھ دے اور گدھا ہیرا زمین پر پھینک دے تو اس میں ہیرے کا کیا قصور ہے''۔

بچی نے آنسو پونچھے اور تھوڑا سا مسکرا کر بولی: ''سر آپ اس موضوع پر لکھیں۔ لڑکوں کے ماں باپ کو یہ ضرور بتائیں کہ لڑکیاں بھی انسان ہوتی ہیں۔ اللہ نے ان کو بھی دل اور اَنا دے رکھی ہے۔ سر انہیں سمجھائیں کہ اللہ کی مخلوق کو بھیڑ بکریاں نہ بنائیں۔ انسان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کریں''۔ مَیں نے بچی کے ساتھ وعدہ کرلیا۔ بچی واپس چلی گئی۔

شام کو میرے ایک دوست میرے پاس آئے۔ مَیں اداس بیٹھا تھا۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو مَیں نے ان کو سارا قصہ سنا دیا۔ وہ بھی دُکھی ہوگئے۔ انہوں نے مجھے اپنے محلے کی ایک بچی کا واقعہ سنایا۔

بچی ذرا واجبی شکل وصورت کی تھی۔ اس کے گھر جو بھی لوگ آتے تھے بچی کو دیکھنے کے بعد واپس چلے جاتے۔ یہ سلسلہ دو تین سال تک چلتا رہا یہاں تک کہ بچی نفسیاتی مریض بن گئی۔ علاج شروع ہوا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آج کل وہ بچی پاگل خانے میں داخل ہے۔

ہم دونوں مزید دُکھی ہوگئے۔ اسی دوران ہمارا ایک تیسرا دوست بھی آگیا۔ سارا قصہ سنا تو اس نے قہقہہ لگایا۔ ہم نے اس کی طرف غصّے سے دیکھا مگر وہ ہنستا چلا گیا۔ وہ کئی منٹوں کی ہنسی کے بعد بولا:

''بے وقوفو! صرف افسوس کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس ملک کے تمام لڑکے والوں کو آگے آنا ہوگا۔ انہیں بولڈ سٹیپ لینا ہوگا''۔ ہم نے پوچھا ''وہ کیسے؟''۔ وہ مسکرا کر بولا:

''مَیں نے اپنے بیٹے کی شادی کرنی تھی۔ ہم نے اس سلسلہ میں کم از کم بیس پچیس رشتے دیکھے لیکن ہم نے کسی بچی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی کہ کوئی اسے بہو کی نظر سے دیکھ رہا'' ہے۔

ہم نے پوچھا وہ کیسے؟ وہ مسکرایا۔ ایک تو ہم براہ راست کسی کے گھر نہیں جاتے تھے۔ کسی دوست نے اگر کوئی رشتہ بتایا تو ہم اس دوست کے گھر چلے جاتے اور وہ دوست بہانے سے بچی اور اس کے والدین کو بلا لیتا۔ ہم غیر محسوس طریقے سے ان کا جائزہ لے لیتے۔ اس چالاکی کے دوران صرف ایک موقع ایسا آیا جب ہم کسی کے گھر گئے اور اس خاندان نے ہماری آمد کو ''لڑکے والے آئے ہیں'' قسم کا تاثر دے دیا۔ ہم وہاں جاکر پریشان ہوگئے۔ بچی اور بچے کا میل مشکل تھا۔ ہم لوگ بچی اور اس کے والدین کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتے تھے۔ لہذا وہاں مَیں نے ایک عجیب تکنیک لڑائی۔ مَیں نے بچی کے سر پر ہاتھ رکھا اور اس سے کہا ''بیٹی تم جس گھر بھی جاؤ گی وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوں گے۔ مجھے تم بہت اچھی لگی ہو۔ تم بالکل میری بیٹیوں کی طرح ہو۔ مَیں تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔ میرا بیٹا تمہارے قابل نہیں ہے۔ اس کا آئی کیو لیول، اس کی تعلیم اور اس کے رویّے تم سے بہت چھوٹے ہیں۔ وہ خوبصورتی میں بھی تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں تمہارے ساتھ ظلم نہیں کرسکتا''۔

میرے الفاظ نے بچی اور اس کے خاندان کی ڈھارس بندھائی۔ وہ آج تک ہمارا احترام کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے دوست کی یہ ادا بہت اچھی لگی۔ وہ ذرا دیر رکا اور پھر مسکرا کر بولا: ''ہم دوسروں کو پسند کرنے کے لئے شائستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن ہمیں لوگوں کو مسترد کرنے کے لئے اس سے چار ہزار گنا زیادہ شائستگی کی ضرورت پڑتی ہے۔ 'ہاں' تو دنیا میں سب ہی کہہ سکتے ہیں لیکن 'نہ' کہنا ایک آرٹ، ایک ہنر ہے۔ اور یہ آرٹ، یہ ہنر ہمارے ملک کے ہر اس شخص کو اس وقت سیکھ لینا چاہئے جس وقت نرس اس کی گود میں اس کا بیٹا لا کر ڈالتی ہے۔ وہ ذرا سا رکا اور پھر مسکرا کر بولا ''ہمیں اس ملک کے تمام لڑکوں کو یہ آرٹ، یہ ہنر سکھانا ہوگا''۔

(بشکریہ: روزنامہ جنگ 14/اپریل 2005ء)

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا
از صفحہ نمبر ۱۶

ہزار سے زائد احباب جماعت مردوخواتین ،بچوں بوڑھوں ،نے اپنے پیارے آقا کا نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے استقبال کیا۔نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ’مرزا غلام احمد کی جے‘، ’خلافت احمدیہ زندہ باد‘ اور ’حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد‘ کے نعرے بلند کئے گئے۔اور’’ جان و مال آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں‘‘ کے الفاظ بار بار بلند آواز سے دہرائے جارہے تھے۔ بچوں نے استقبالیہ نغمات پیش کئے ۔جماعت احمدیہ کیلگری کی مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر جماعتی عہدیداران نے اس موقع پر حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

خواتین ایک بڑے ہال کے اندر جمع تھیں ۔ حضور انوراس ہال میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے بڑے پُر جوش نعرے بلند کئے اوراپنے پیارے آقا کودل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا۔بچیوں نے جو رنگارنگ کے خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھیں استقبالیہ خیر مقدمی نغمات پیش کئے ۔اس استقبالیہ پروگرام کے بعد حضور انور نے اسی سنٹر میں چار بجے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانوراپنی رہائشگاہ پرتشریف لے گئے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پونے پانچ بجے حضورانور رہائشگاہ سے ملحقہ حصہ میں اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات دس بجے تک یعنی مسلسل سوا پانچ گھنٹے جاری رہا۔اس دوران جماعت احمدیہ کیلگری کی ایک سو ایک فیملیز کے 483 ممبران نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ان ملاقات کرنے والوں میں بڑی تعداد ان فیملیز کی تھی جو پہلی مرتبہ حضورانور سے مل رہی تھیں۔ ان سب ملاقات کرنے والوں کے چہرے خوشی مسرت سے معمور تھے۔یہ سب لوگ آج بے حد خوش تھے یہ آج پہلی مرتبہ اپنے پیارے آقا سے ملنے کی سعادت پارہے تھے۔جب حضورانور سے مل کر باہر نکلتے تو ایک دوسرے سے اپنی خوش نصیبی کا اظہار کرتے۔

ملاقاتوں کے بعد ساڑھے دس بجے حضور انور نے مذکورہ سنٹر میں تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے آئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کیلگری (Calgary) جماعت کا یہ پہلا دورہ ہے۔احباب جماعت کیلگری اپنی اس خوش بختی اور سعادت پر بہت خوش ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز فجر،ظہر وعصر اور مغرب وعشاء پر حاضری خوش کن ہے اور لوگ دور دور سے سفر کر کے نمازوں کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

کینیڈا کے صوبہ البرٹا (Albarta) میں کیلگری کا یہ خوبصورت شہر Bow River اور Elbow River کے سنگم پر 1870ء سے آباد ہے۔اس شہر کا گردونواح سرسبز گھاس سے شاداب ہے اور شہر کے ایک طرف برف سے ڈھکی ہوئی راکی کوہسار (Rocky Mountains) کی چوٹیاں دلکش نظارہ پیش کرتی ہیں۔

کیلگری میں جماعت کا باقاعدہ قیام 1977ء میں ہوا اور 1978ء میں بطور مشن ہاؤس ایک عمارت حاصل کی گئی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کی ترقی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابتدائی سالوں میں یہاں کی جماعت کا سالانہ بجٹ صرف 500 ڈالر تھا۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کا سالانہ بجٹ 6 لاکھ ڈالر سے زائد ہے۔الحمدللہ

وینکوور سے کیلگری تک کے چار روزہ سفر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ کے قافلہ میں اس سفر کے میزبان مکرم لطف الرحمٰن خان صاحب کو اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ۔اس کے علاوہ امیر صاحب کینیڈا، ملک لال خان صاحب نائب امیر دوم کینیڈا اور صدر خدام الاحمدیہ کو اپنی خدام کی ایک سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ شامل ہونے کی سعادت ملی۔مکرم شعیب نصر اللہ صاحب بھی اپنی اہلیہ کے ہمراہ اس سفر میں شامل تھے۔وینکوور میں قیام اور اس سفر کے دوران حضورانور ایدہ اللہ کی گاڑی کو ڈرائیو کرنے کی سعادت مکرم لطف الرحمٰن خان صاحب اور ان کے برادر اصغر مکرم ڈاکٹر وسیم الرحمٰن خان صاحب کے حصہ میں آئی۔

16/جون 2005ء بروز جمعرات:

صبح نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے Recreation Centre تشریف لاکر پڑھائی۔ صبح حضورانور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ساڑھے گیارہ بجے حضورانور اپنی رہائشگاہ کے ارد گرد سرسبز وشاداب علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔قریباً 40 منٹ کی سیر کے بعد واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

بعد از دوپہر حضورانور ایدہ اللہ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ساڑھے پانچ بجے حضورانور نے سنٹر میں تشریف لے جا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں ۔اس کے بعد حضورانور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

فیملی ملاقاتیں

چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات پونے دس بجے تک جاری رہیں۔جماعت احمدیہ کیلگری کی 71 فیملیز کے 342 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ساڑھے دس بجے حضور انور نے سنٹر میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

17 جون 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

نماز فجر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Lake Chestermere Recreation Centre میں تشریف لاکر پڑھائی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام جماعت نے اسی مذکورہ سنٹر میں کیا تھا۔حضورانور اپنی رہائشگاہ سے پونے دو بجے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے اور دو بجے اس سنٹر میں پہنچے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں LIVE نشر ہوا۔اس خطبہ کا مکمل متن علیحدہ شائع کیا جارہا ہے۔آج کا دن جماعت احمدیہ کیلگری کے لئے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے کہ کینیڈا کے مغربی حصہ میں آباد صوبہ البرٹا (ALBERTA) کے شہر کیلگری (Calgary) کی سرزمین سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا ایسا خطبہ جمعہ ہے جو MTA کے ذریعہ LIVE نشر ہوا۔

نماز جمعہ میں کیلگری جماعت کے علاوہ کینیڈا کی دوسری جماعتوں وینکوور،ٹورانٹو،ایڈمنٹن اور سیسکاٹون سے بھی احباب جماعت بڑے لمبے سفر کر کے شامل ہوئے۔

امریکہ کی جماعتوں واشنگٹن ،لاس اینجلیز،میامی ،کلیو لینڈ،میری لینڈ ،ڈیلس،لارل آئی لینڈ،سلیکان ویلی،ورجینیا،نیو جرسی ،ہیوسٹن، لانگ آئی لینڈ اور ڈیٹرائٹ سے مختلف فیملیز ہزاروں میل کا سفر طے کر کے کیلگری پہنچیں اور نماز جمعہ میں شامل ہوئیں۔

تین بجے حضورانور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادئیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات 9:30 بجے تک جاری رہیں۔آج امریکہ کی 14 جماعتوں ،لاس اینجلیز،میامی ،کلیولینڈ، ،ڈیلس، لارل آئی لینڈ،سنٹرل جرسی،سلیکان ویلی، ناردرن ورجینیا، ورجینیا بیچ،ہیوسٹن نیو جرسی ،ہیوسٹن ،لانگ آئی لینڈ اورڈیٹرائٹ، لارل میری لینڈ سے آنے والی 27 فیملیز کے 75 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی ۔ان ملاقات کرنے والوں میں بعض فیملیز 3500 ہزار میل سے زائد کا سفر کر کے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

امریکہ کی جماعتوں کی ملاقاتوں کے علاوہ کیلگری جماعت کی 25 فیملیز کے 143 افراد نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔اس طرح مجموعی طور پر 52 خاندانوں کے 218 افراد نے حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور نے جماعت احمدیہ کیلگری کی نئی تعمیر ہونے والی مسجد اور مشن ہاؤس ،دفاتر و رہائشی حصہ کے نقشہ جات ملاحظہ فرمائے۔مسجد کی انتظامیہ نے حضورانور کی خدمت میں یہ نقشہ جات پیش کئے اور مسجد کی تعمیر کے تعلق میں مختلف امور کی وضاحت کی۔حضور انور نے یہ نقشہ جات ملاحظہ فرماتے ہوئے انتظامیہ سے مختلف امور دریافت فرمائے۔اور تعمیری پلان کے بارہ میں مختلف استفسارات فرمائے اور بعض امور کا تفصیل سے جائزہ لیا۔

سوا دس بجے حضور انور نے Recreation Centre تشریف لے جا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے آئے۔

آج دوپہر کے بعد سے رات گئے تک شدید موسلا دھار بارش کا سلسلہ جاری رہا جس کے ساتھ یخ بستہ اور تیز ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں۔جس کی وجہ سے غیر متوقع طور پر موسم کی شدّت میں مزید اضافہ ہوا اور ایک طوفانی موسم کی کیفیت رہی۔لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے تمام پروگرام اپنے وقت پر بخیر وخوبی انجام پائے۔ملاقاتوں کے لئے آنے والی فیملیز مختلف جگہوں پر گاڑیاں پارک کر کے بارش میں بھیگتی ہوئی پہنچیں اور پھر مارکی میں اس شدید سردی میں اپنی باری کی منتظر رہیں اور اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت اور اپنی اس خوش نصیبی پر بے حد خوش تھیں۔ان کی یہ خوشی اور خوش بختی موسم کی شدّت پر غالب تھی۔ملاقات کے بعد یہ لوگ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے نماز سنٹر کا رُخ کرتے تھے اور وہاں نماز کے وقت سے گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پہنچ کر نماز کے لئے انتظار کرتے تھے۔احباب جماعت ان ایام میں برکتوں کے حصول کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

مکان برائے فروخت

موورڈن مسجد بیت الفتوح سے دس منٹ پیدل کے فاصلے پر 4 کمروں پر مشتمل ،2 باتھ روم ،کچن ،ڈبل سٹنگ اور ڈائننگ، گیرج ،سامنے اور پچھلی طرف گارڈن ،سنٹرل ہیٹنگ ،ڈبل گلیزنگ کے ساتھ۔

خواہشمند حضرات درج ذیل فون پر رابطہ فرمائیں

07949933068

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

گزشتہ نصف صدی کی 10 اہم ٹیکنالوجیز

ماہنامہ "خالد" نومبر 2004ء میں جناب پال باؤن کے ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ مکرم مجدالدین مجد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں گزشتہ پچاس سال میں دس ایسی اہم ٹیکنالوجیز کا ذکر کیا گیا جن سے روزمرہ کی انسانی زندگی میں انقلاب برپا ہوگیا ہے اور غالباً ترقی یافتہ ممالک میں ان ٹیکنالوجیز کے بغیر انسانی زندگی کا تصور بھی محال ہے۔

10......اعضاء کی پیوندکاری

1954ء میں Dr. Joseph Murray نے ایک انسانی مریض کو دوسرے انسان کا گردہ پہلی بار لگایا۔ جسے گردہ لگایا گیا تھا، اس کے جسم نے اسے کوئی بیرونی عضو سمجھنے کی بجائے باآسانی قبول کرلیا۔ یہ ایک بہت ماہرانہ سرجری تھی اور اس کے لئے دو جڑواں بھائیوں، رونالڈ ہیرک اور رچرڈ کو منتخب کیا گیا تھا تاکہ ایک جیسی جینیاتی خصوصیات کے باعث کامیابی کے امکانات بڑھ جائیں۔ بہت جلد کئی محققین نے ایسی دوائیں بھی تیار کرلیں جو پیوند شدہ عضو کو جلد نئے جسم کا کارآمد حصہ بنا سکیں۔ آج صرف امریکہ میں ہر سال پچیس ہزار مریضوں کو نیا دل، گردہ، پھیپھڑہ یا کوئی اور عضو لگایا جاتا ہے۔

9......روبوٹس اور مصنوعی ذہانت

چیکو سلواکیہ کے کہانی نگار Karel Capek نے روبوٹ کی اصطلاح متعارف کروائی تھی۔ چیک زبان میں "روبوٹا" (Robota) کے معنی انتھک محنت کے ہیں۔ لیکن ایک جیتا جاگتا روبوٹ جو انڈسٹری میں فائدہ دے، 1954ء میں George Devol نے بنایا۔ آج دنیا بھر میں اشیاء کی Assembling کا کام روبوٹس بہت بہتر، تیز اور انسانوں سے سستے داموں سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سال میں اندازاً 8 ملین امریکی جہازوں کی آمدورفت کو ایک سپر کمپیوٹر کی مدد سے کنٹرول کیا جارہا ہے۔

8...... الیکٹرانک ذریعہ سے رقوم کی منتقلی

سان فرانسسکو کے Federal Reserve Bank نے 1972ء میں اپنی لاس اینجلس کی برانچ کے لئے ایک الیکٹرانک نظام متعارف کروایا جس کے ذریعہ بغیر کسی کاغذ کے (Paperless) بنکاری کا آغاز ہوا۔ ایک دہائی کے اندر اندر بینکوں، انشورنس کمپنیوں اور دیگر مالیاتی اداروں کے مابین کروڑوں ڈالرز اس طریق سے منتقل ہونے لگے۔ اسی ٹیکنالوجی کا نتیجہ ہے کہ ہم دنیا بھر میں کریڈٹ کارڈ کی مدد سے خریداری کرسکتے ہیں۔

7...... نیوکلیائی قوت

نیوکلیئر ری ایکٹر کے ذریعہ سستی اور ماحولیاتی آلودگی سے پاک بجلی کا حصول تب شروع ہوا جب 1952ء میں ملکہ برطانیہ نے اپنے ہاتھوں سے پہلے نیوکلیئر پاور پلانٹ کا لندن کے قریب Calder Hall میں افتتاح کیا۔ امریکہ میں اس وقت سو سے زائد ایسے پلانٹ کام کررہے ہیں جو امریکہ کی بیس فی صد بجلی پیدا کررہے ہیں۔

6...... موبائل فون

موبائل فون کا خیال اگرچہ 1947ء میں پیش کیا گیا تھا مگر ایسے کسی فون کا پہلی بار استعمال 1973ء میں Motrola کے ایک محقق مارٹن کوپر نے کیا۔ آج قریباً 30 سال بعد امریکہ کی نصف سے زائد آبادی کے پاس موبائل فون ہے اور موبائل فون کے نیٹ ورک کے انٹرنیٹ سے مل جانے کے بعد یہ مزید کارآمد ہوگیا ہے۔

5......خلائی سفر

60 تا 70 کی دہائی میں روس اور امریکہ کے درمیان خلائی دوڑ نے بہت سی ایجادات کو جنم دیا جن میں مصنوعی فائبر اور کمپیوٹر چپس (Chips) شامل ہیں۔

4...... پرسنل کمپیوٹر (PC)

جب تک IBM نے 1983ء میں Desktop Computer اور Apple نامی کمپنی نے ایک سال بعد آسان استعمال والے Macintosh کمپیوٹر متعارف نہیں کروائے، تب تک Mini Computer سے مراد وہ کمپیوٹر تھا جو کم از کم واشنگ مشین کے سائز کا تھا اور ایئرکنڈیشنر کے بغیر نہیں چلتا تھا۔

3...... ڈیجیٹل میڈیا

"کیمرہ جھوٹ نہیں بولتا"۔ یہ کہاوت غلط قرار دینے کا سہرا 1990ء میں متعارف کروائے گئے کمپیوٹر سافٹ ویئر Photoshop کے سر ہے۔ اب اس جیسے ان گنت سافٹ ویئر ڈیجیٹل میڈیا پر آواز، تصویریں، فلمیں اور تحریریں نہ صرف محفوظ کرسکتے ہیں بلکہ انسان کی مرضی سے ان میں ردّوبدل بھی کرسکتے ہیں۔ پھر ڈیجیٹل میڈیا پر محفوظ یہ Data دنیا میں کسی بھی جگہ چند لمحوں میں پہنچ سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ وقت گزرنے کے ساتھ خراب بھی نہیں ہوتا۔

2...... جینیٹک انجینئرنگ

Watson اور Crick دو سائنسدانوں نے 1953ء میں DNA کے راز پر سے پردہ اٹھایا تھا۔ لیکن Boyer اور Cohen نے 1973ء میں دو مختلف اقسام (Species) کے DNA کو آپس میں کامیابی سے ملایا تھا۔ انہوں نے اس DNA کو ایک بیکٹیریا میں بدلا تھا اور اس DNA نے کئی نسلوں کا سفر بھی کیا تھا۔ آج خوراک کا 70 فیصدی حصہ ایسا ہے جو زیادہ فصل دینے کے لئے جینیاتی طور پر تبدیل کیا جاتا ہے جیسے سویابین اور مکئی وغیرہ۔ انسانوں میں اس دریافت کے ذریعہ کچھ پیدائشی نقائص اور بیماریاں دُور کی جاسکتی ہیں۔

1......انٹرنیٹ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انٹرنیٹ کی کوئی حد نہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مفت لائبریری ہے، دنیا بھر کی خبریں پہنچاتا ہے، سوشل کلب کا کردار ادا کرتا ہے، تحقیق کے لئے مواد مہیا کرتا ہے، خریداری کے مواقع مہیا کرتا ہے، سب سے سستا ذریعہ مواصلات ہے اور شاید بہت سے لوگوں کو مشکلات میں بھی مبتلا کرتا ہے۔

......❁......❁......❁......

دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیوٹ

ماہنامہ "خالد" نومبر 2004ء میں مکرم اکبر احمد صاحب ڈائریکٹر دارالصناعۃ اپنے مضمون میں دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ربوہ میں بے روزگار خدام کو ہنر سکھانے اور باعزت روزگار کے حصول میں مدد فراہم کرنے کے لئے کسی مستند ادارے کے قیام کی سفارشات مرکزی مجلس شوریٰ نے حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ جس پر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی خواہش پر ایک ادارہ قائم کیا جس کی منظوری حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور ازراہِ شفقت اس ادارے کا نام دارالصناعۃ تجویز فرمایا۔

اس ادارہ نے فوری ضرورت کے تحت ایک عمارت کرایہ پر حاصل کرکے کام کا آغاز کیا اور فروری 2004ء سے آٹو مکینک، آٹوالیکٹریشن ، جنرل الیکٹریشن، کوکنگ، کارپنٹر کی کلاسز کا اجراء کیا جس میں اس وقت ربوہ اور پاکستان بھر کے دیگر شہروں سے 171 طلباء ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ بیرون از ربوہ طلباء کی رہائش کے لئے ایک گھر کرایہ پر حاصل کرکے ضرورت پوری کی جارہی ہے۔

دارالصناعۃ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کو مستقل بنیادوں پر جاری رکھنے کے لئے محلّہ دارالفضل میں 10 کنال اراضی حاصل کی گئی ہے۔ جس میں سے دو کنال صدر انجمن احمدیہ چار کنال وقفِ جدید اور چار کنال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے خریدی ہے۔ جس پر ایک وسیع و عریض عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ ہے جس میں ہوسٹل کا بھی انتظام ہوگا۔

اس وقت ادارہ میں آٹو مکینک کی پہلی کلاس میں 46 طلباء، دوسری کلاس میں 52 طلباء اور اب تیسری کلاس میں 47 طلباء ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ جنرل الیکٹریشن میں 16 طلباء اور وُڈورکس کلاسز میں 5 طلباء شامل ہیں۔ آٹوالیکٹریشن کلاس میں اس وقت 35 طلباء تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ کوکنگ کی باقاعدہ کلاسز مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے گیسٹ ہاؤس "سرائے خدمت" میں جاری ہیں جن سے قریباً 10 خدام استفادہ کر رہے ہیں۔ لانڈری، فرنیچر پالشنگ اور پینٹنگ کے ٹریڈز میں فی الحال دو دو طلباء کو ٹریننگ دلوائی گئی ہے۔ آٹو مکینک کے طلباء کی عملی تربیت کے لئے فائر سٹیشن کی بلڈنگ میں ایک آٹو ورکشاپ قائم کی گئی ہے جس میں تجربہ کار ماہرین کی نگرانی میں مختلف ادارہ جات کی گاڑیوں کے علاوہ پرائیویٹ گاڑیوں کی مرمت بھی کی جاتی ہے۔ ٹف ٹائلز بنانے کا ایک پلانٹ بھی اس ادارہ کے تحت محلّہ دارالفضل میں لگایا گیا ہے جو جماعتی عمارات کے علاوہ تجارتی بنیادوں پر نہایت اعلیٰ معیار کی ٹائل بنا کر سپلائی کر رہا ہے۔

دارالصناعۃ میں نماز عصر، مغرب اور عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور نماز عصر کے بعد لفظی ترجمہ سے قرآن مجید بھی پڑھایا جاتا ہے۔ بزم ادب کی کلاسیں بھی ہفتہ وار منعقد ہوتی ہیں۔ پکنک اور دیگر تفریحی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ اساتذہ کے لئے مطالعاتی دورے بھی کروائے جاتے ہیں۔ عنقریب یہاں گاڑیوں کی ڈینٹنگ، پینٹنگ، پلمبنگ، ویلڈنگ، شٹرنگ، سٹیل فکسنگ، ایئرکنڈیشننگ اینڈ ریفریجریشن، ریڈیو اور ٹی وی مکینکس کے کورسز کا بھی اجراء کیا جارہا ہے۔ اس ادارے کے قیام کے لئے مکرم نوید احمد خانصاحب ڈائریکٹر ٹیکنی ٹیسٹ انسٹیٹیوٹ نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ 14 اکتوبر 2004ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ اپنی نظم بعنوان "وہی مرد ہے بہت" میں کہتی ہیں:

جو ہوش مند شخص ہے پُر درد ہے بہت
ہر باخبر کا چہرہ یہاں زرد ہے بہت
جب آنکھ بند ہوگی تو منظر کھلیں گے تب
دھندلے ہیں سب نقوش یہاں گرد ہے بہت
مُردے تو بہہ رہے ہیں بہاؤ کے ساتھ ساتھ
دریا کو چیر دے جو ، وہی مرد ہے بہت
اپنے لئے تو صرف محمدؐ مثال ہیں
دنیا کا رُخ بدلنے کو اک فرد ہے بہت

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday , July 08, 2005 | Issue No. 27

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورۂ کینیڈا کی مختصر جھلکیاں

کیلگری میں ورود مسعود۔ ایک ہزار سے زائد احباب جماعت مرد وزن اور بچوں کی طرف سے والہانہ استقبال

کینیڈا اور امریکہ کے دور دراز علاقوں سے آنے والے ایک ہزار سے زائد افراد نے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ سے ذاتی وفیملی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

کیلگری سے پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

14/جون 2005ء بروز منگل:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر پڑھائی۔ Banff کا علاقہ جہاں رات قیام تھا بہت خوبصورت قدرتی مناظر اور بعض تاریخی مقامات پر مشتمل ہے۔

صبح ساڑھے دس بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Banff National Museum دیکھنے کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں کچھ دیر کے لئے رک کر حضور انور نے Bow River Fall دیکھی۔ Bow نام کی ایک جھیل سے نکلنے والا ایک نالہ بعض دوسرے نالوں اور ندیوں کے ساتھ مل کر Bow River کے نام سے Banff قصبہ سے گزرتا ہے۔ اور عین قصبہ کے درمیان اس پر ایک آبشار ہے۔ اس آبشار کے ایک طرف بلند پہاڑ ہے جب کہ دوسری طرف پارک اور آبادی ہے۔ یہی دریا بعد میں ایک لمبا سفر طے کر کے کیلگری شہر سے گزرتا ہے اور شہر کو شمال اور جنوب دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

اس فال کو دیکھنے کے بعد آگے روانگی ہوئی اور گیارہ بجے حضور انور Buffalo Nations Museum پہنچے۔ کینیڈا کے قدیم باشندے جنہیں First Nations (ابتدائی اقوام) کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک قبیلہ Buffalo Nation کہلاتا ہے اور یہ قبیلہ Banff اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں آباد تھا۔ یہ میوزیم اسی قبیلہ کے کلچر، رسم و رواج، رہن سہن اور ان کے عقائد اور روایات کے بارہ میں تاریخ پر مشتمل ہے۔ جس میں تصویروں، موم سے بنے ہوئے مجسموں اور جانوروں کو Stuff کر کے ایسے مناظر پیش کئے گئے ہیں جن سے اس قوم کے کلچر اور روزمرّہ کے رہن سہن اور ان کے معاشرہ کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس میوزیم کے مختلف حصے ہیں۔ اس میوزیم کو دیکھتے ہوئے یوں لگتا ہے جیسے انسان اس قبیلہ کے کسی گاؤں میں گھوم رہا ہے۔ کہیں شکار کیا جا رہا ہے تو کہیں عورتیں بیٹھی شکار کا گوشت سکھا رہی ہیں۔ کہیں کھانا پک رہا ہے تو کہیں خواتین اپنے بچوں کو سنبھال رہی ہیں اور مختلف گھریلو جانور پاس کھڑے ہیں۔ شام کے وقت لوگ اکٹھے دائروں کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گفتگو ہو رہی ہے۔ غرض اس میوزیم میں اس قوم کی زندگی کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔

میوزیم کے گائیڈ نے جو خود بھی اسی قوم سے تعلق رکھتا تھا، حضور انور کو میوزیم کے مختلف حصوں کے بارہ میں تفصیلی معلومات مہیّا کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گائیڈ سے مختلف امور دریافت فرمائے۔

اس قوم میں بگڑے ہوئے مذہب کا تصور بھی ملتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیماری، تکالیف اور غربت و افلاس سے نجات پانے کے لئے اپنے آپ کو ایک مخصوص طرح کی صلیب پر لٹکایا ہوا ہے اور وہ ان تکالیف سے نجات پانے کے لئے یہ عمل کرتا ہے۔ اس منظر پر گائیڈ نے بتایا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا اسی طرح اس شخص نے بھی اپنے آپ کو لٹکایا ہوا ہے۔ اور یہ شخص کچھ عرصہ کے لئے اسی حالت میں رہتا ہے اور مرتا نہیں ہے اور پھر صلیب سے اتر آتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس طرح اس قوم کے رواج کے مطابق یہ آدمی صلیب پر لٹکا رہتا ہے اور مرتا نہیں ہے اس سے لوگوں کو سمجھ جانا چاہئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

اس میوزیم کو دیکھنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسی علاقہ میں Cave and Basin National Historic site of Canada تشریف لے گئے۔ یہ جگہ Banff قصبہ کے جنوبی جانب SULPHUR MOUNTAIN کے نام سے موسوم ہے۔ اس جگہ سلفر ملے ہوئے گرم پانی کے چشمے ہیں۔ اس میوزیم کا ایک حصہ پہاڑ تلے ایک غار پر مشتمل ہے جس کے اندر کچھ فاصلہ طے کر کے ایک پانی کے حوض پر پہنچتے ہیں جو پہاڑ کے نیچے قدرتی طور پر بنا ہوا ہے اور پہاڑ کے اندر سے ہی سلفر کا گرم پانی اس میں گرتا رہتا ہے۔ اس کی دیواریں پختہ کر کے اس کو باقاعدہ ایک حوض کی شکل دی گئی ہے۔ اس حوض کے اوپر پہاڑ کا سارا حصہ خالی ہے اور ایک ہال نما جگہ بن گئی ہے اور اوپر پہاڑ کی چوٹی میں سوراخ ہے جس سے باہر کی روشنی بھی اندر آتی ہے۔

اس غار کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب ڈیڑھ سو سال پہلے اس پہاڑی علاقہ میں ریل کی پٹڑی بچھائی جا رہی تھی تو کام کرنے والے ایک مزدور کا پاؤں اس جگہ زمین میں دھنس گیا اور زمین میں ایک سوراخ بن گیا۔ اس پر اس مزدور اور اس کے ساتھیوں نے سوراخ کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے اندر ایک درخت کو کاٹ کر لٹکایا تو سارے کا سارا درخت اس میں غائب ہو گیا۔ اس سے انہیں اس بات کا اندازہ ہوا کہ یہاں پہاڑ کے نیچے کوئی بہت بڑی غار ہے۔ اس پر علاقہ کے چند لوگوں نے مل کر اس جگہ کو خرید کر اپنی مالی منفعت کے لئے اسے سیر گاہ بنانا چاہا۔ جس پر اس شہر اور صوبہ کی طرف سے مخالفت ہوئی کہ اس طرح کے مقامات قومی ورثہ ہیں۔ چنانچہ اس کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا اور اس طرح کینیڈا کی تاریخ میں یہاں پہلا نیشنل پارک قائم ہوا۔ اس کے بعد پھر قومی ورثوں کو محفوظ کرنے اور پارکوں کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا تو اب ملک بھر میں ایسی سینکڑوں سیر گاہیں بن چکی ہیں۔

اس جگہ کو دیکھنے کے بعد حضور انور کینیڈا کی ایک بہت مشہور اور خوبصورتی میں بے مثال جھیل Lake Louis پر تشریف لے گئے۔ اس جھیل کو تین اطراف سے برف پوش پہاڑوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ایک طرف پہاڑ پر ایک بڑا گلیشیئر ہے جو جھیل کے کنارے سے کچھ فاصلہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ خوبصورت جھیل ان پہاڑوں کے درمیان ایک پیالہ کی شکل میں ہے اور یہ بات اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے۔

یہاں حضور انور نے کچھ دیر قیام فرمایا اور اس جھیل کے کنارے سیر بھی کی اور مختلف حسین مناظر کی، جہاں ہر منظر سے خالق کائنات کا حُسن نظر آتا ہے تصاویر بھی بنائیں۔

یہاں سے پونے تین بجے کے قریب حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ Royal Canadian Lodge تشریف لے آئے۔ جہاں ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس قصبہ میں سے گزرتے ہوئے Bow River کے کنارے پیدل سیر کی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی سیر کے بعد حضور انور واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

سوا دس بجے حضور انور نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

15/جون 2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔ آج پروگرام کے مطابق Banff سے کیلگری کے لئے روانگی تھی اور 1617 کلو میٹر کے اُس سفر کا اختتام تھا جو 11/جون ہفتہ کے روز وینکوور سے کیلگری جانے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔

صبح ساڑھے گیارہ بجے حضور انور اپنی قیامگاہ Royal Canadian Lodge سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد کیلگری کے لئے روانگی ہوئی۔ Banff سے کیلگری کا فاصلہ 128 کلومیٹر ہے۔

کیلگری میں ورود مسعود

پونے دو گھنٹے کے سفر کے بعد سوا ایک بجے حضور انور کیلگری پہنچے۔ یہاں حضور انور کی رہائش کا انتظام ملک عبدالباری صاحب جو ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم کے داماد ہیں کی رہائشگاہ پر کیا گیا تھا۔ رہائشگاہ پر مجلس عاملہ کیلگری کے ممبران اور جماعتی عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور رہائشگاہ کے اندر تشریف لے گئے۔

رہائشگاہ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر Lake Chestermere کے کنارے ایک Recreation Centre جماعت نے نمازوں کی ادائیگی اور مختلف پروگراموں کے لئے حاصل کیا تھا۔ استقبالیہ تقریب کا اہتمام بھی اسی سنٹر میں کیا گیا تھا۔

والہانہ استقبال

حضور انور اپنی رہائشگاہ سے ساڑھے تین بجے اس سنٹر کے لئے روانہ ہوئے اور دس منٹ کے سفر کے بعد اس سنٹر میں پہنچے جہاں کیلگری جماعت کے ایک

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں